تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

30

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

8 تا 14 محرم الحرام 1443ھ / 17 تا 23 اگست 2021ء

آخر میرا قصور کیا ہے؟

دشمنوں کو آگے بڑھتے دیکھ کر حضرت حسین ؓ نے ہاتھ اٹھا دیئے: ''الٰہی! ہر مصیبت میں تجھی پر میرا بھروسہ ہے ہر سختی میں تو ہی میری پشت پناہ ہے۔ کتنی مصیبتیں پڑیں۔ دل کمزور ہو گیا۔ تدبیر نے جواب دے دیا۔ دوست نے بے وفائی کی۔ دشمن نے خوشیاں منائیں۔ مگر میں نے صرف تجھی سے التجا کی اور تو نے ہی میری دستگیری کی! تو ہی ہر نعمت کا مالک ہے۔ تو ہی احسان والا ہے۔ آج بھی تجھی سے التجا کی جاتی ہے۔''

جب دشمن قریب آ گیا تو آپ نے اونٹنی طلب کی۔ سوار ہوئے' قرآن سامنے رکھا اور دشمن کی صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے اپنا یہ آخری خطبہ دیا:

''لوگو! میری بات سنو۔ جلدی نہ کرو۔ مجھے نصیحت کر لینے دو۔ اپنا عذر بیان کر لینے دو۔ اپنی آمد کی وجہ کہنے دو۔ اگر میرا عذر معقول اور تم اسے قبول کر سکو اور میرے ساتھ انصاف کر سکو تو یہ تمہارے لیے خوش نصیبی کا باعث ہوگا اور تم میری مخالفت سے باز آ جاؤ گے۔ لیکن اگر سننے کے بعد بھی تم میرا عذر قبول نہ کرو۔ اور انصاف کرنے سے انکار کر دو۔ تو پھر مجھے کسی بات سے بھی انکار نہیں' تم اور تمہارے ساتھی ایکا کر لو اور مجھ پر ٹوٹ پڑو۔ مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔ میرا اعتماد ہر حال میں صرف پروردگار عالم پر ہے اور وہ نیکوکاروں کا حامی ہے۔''

''لوگو! میرا حسب نسب یاد کرو۔ سوچو کہ میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو۔ اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو۔ خوب غور کرو۔ کیا تمہارے لیے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کی لڑکی کا بیٹا۔ اس عم زاد کا بیٹا نہیں ہوں۔ کیا سید الشہداءؓ میرے باپ کے چچا نہ تھے؟ کیا ذوالجناحین حضرت جعفر طیار ؓ میرے چچا نہیں ہیں۔ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ مشہور قول نہیں سنا کہ آپ میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے ہیں: ''سیدا شباب اھل الجنۃ'' (جنت میں نوعمروں کے سردار) اگر میرا یہ بیان سچ ہے اور ضرور سچ ہے۔ کیونکہ واللہ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا تو بتلاؤ' کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہئے؟ اگر تم میری بات پر یقین نہیں کرتے تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں' جن سے تم تصدیق کر سکتے ہو۔ جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سے پوچھو۔ ابوسعید خدری ؓ سے پوچھو' سہیل بن سعد ساعدی ؓ سے پوچھو۔ زید بن ارقم ؓ سے پوچھو۔ انس بن مالک ؓ سے پوچھو وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے یا نہیں؟ کیا یہ بات بھی میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی ہے؟ واللہ اس وقت روئے زمین پر بجز میرے کسی نبی کی لڑکی کا بیٹا موجود نہیں۔ میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں۔ کیا تم اس لیے مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں نے کسی کی جان لی ہے۔ کسی کا خون بہایا ہے۔ کسی کا مال چھینا ہے؟ کہو کیا بات ہے؟ آخر میرا قصور کیا ہے؟

تقویم تاریخ
مولانا عبدالقدوس ہاشمی

اس شمارے میں

ہندو، ہندوستان اور ہم
قرآن صراطِ مستقیم ہے
پاکستان اور خطے کے بدلتے حالات
حضرت فاطمہ ؓ بنتِ خطاب
تہذیبی جنگ فیصلہ کن دوراہے پر
فریضۂ اقامت دین کی اہمیت اور ---

کافروں کی گمراہ کن باتیں

سُوْرَۃُ الْفُرْقَان | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات: 08، 9

اَوْ یُلْقٰٓی اِلَیْہِ کَنْزٌ اَوْ تَکُوْنُ لَہٗ جَنَّۃٌ یَّاْکُلُ مِنْہَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۹﴾ ع

آیت ۸: ﴿اَوْ یُلْقٰٓی اِلَیْہِ کَنْزٌ اَوْ تَکُوْنُ لَہٗ جَنَّۃٌ یَّاْکُلُ مِنْہَا ؕ﴾ ''یا اُتارا جاتا اس پر کوئی خزانہ یا اس کے لیے کوئی باغ ہوتا‘ جس میں سے یہ کھاتا پیتا۔''

اور کچھ نہیں تو ان کے لیے زر و جواہر کا کوئی خزانہ ہی اتار دیا جاتا‘ یا پھر معجزانہ طور پر اس ''وادیٔ غیر ذی زرع'' میں پھلوں سے لدا ہوا ایک باغ ہی ان کے لیے وجود میں آ جاتا اور یہ اس باغ کے پھل کھاتے ہوئے ہمیں نظر آتے۔ یہ مشرکینِ مکّہ کا وہی اعتراض ہے جس کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل میں بھی آچکا ہے۔

﴿وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾﴾ ''اور ان ظالموں نے تو یہ تک کہا کہ تم لوگ صرف ایک سحر زدہ شخص کی پیروی کر رہے ہو۔''

کہ یہ جو کہتے ہیں کہ مجھ پر فرشتہ نازل ہوتا ہے ان کے اس دعوے میں کوئی سچائی نہیں۔ یہ سب جادو اور آسیب کا اثر ہے۔

آیت ۹: ﴿اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۹﴾﴾ ''دیکھئے! یہ آپؐ کے لیے کیسی کیسی مثالیں بیان کر رہے ہیں‘ تو یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں‘ اب یہ سیدھے راستے پر نہیں آسکتے۔''

یہ لوگ ایک ضد پر اَڑ گئے ہیں‘ لہٰذا اب ان کے راہِ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔ ان الفاظ کو پڑھتے ہوئے یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ یہ سورت مکّی دور کے درمیانی چار سالوں میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے۔ مکّی سورتوں کی ترتیب نزولی اور ترتیب مصحف کے بارے میں پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ مکّی دور کے ابتدائی چار سال کے دوران میں نازل ہونے والی سورتیں مصحف کی ترتیب میں ساتویں یعنی آخری منزل میں شامل کی گئی ہیں۔ آخری چار سال میں نازل شدہ سورتوں کو مصحف کے پہلے حصّے میں رکھا گیا ہے۔ ان میں سورۃ الانعام‘ سورۃ الاعراف‘ اور سورۂ یونس سے لے کر سورۃ المؤمنون تک کل سولہ سورتیں شامل ہیں۔ البتہ سورۃ الفرقان سے شروع ہونے والا گروپ مکّی دور کے درمیانی چار سالوں میں نازل ہوئی ہیں اور مصحف کے اندر بھی انہیں درمیان میں رکھا گیا ہے۔

فرمان نبویؐ

صدقہ کی برکات

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((اِنَّ الصَّدَقَۃَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِیْتَۃَ السُّوْءِ)) (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔''

تشریح: اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ دنیا میں عافیت و سکون کے ساتھ رکھتا ہے اور بلاؤں سے حفاظت کرتا ہے۔ بری موت سے بچانے کا مطلب ہے کہ صدقہ و خیرات کرنے والا مرنے کے وقت بری حالت سے محفوظ رہتا ہے اور شیطان کی چالیں ان پر اثر نہیں کرسکتی۔ اس لیے ہمیں اللہ کی خوشنودی اور رضا کی خاطر صدقہ کرنے کی عادت اپنانی چاہیے۔

ادارِیہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہندو، ہندوستان اور ہم

اُنیسویں صدی سے برصغیر کا ہندو دنیا کو یہ تصور دینے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہندو ہندوستان میں ایک غالب قوت ہے۔ آج کا بھارت دنیا کو یہ تاثر دینے میں کامیاب ہوگیا ہے کہ ہندوستان آغاز سے ہی ہندوؤں کا ہے۔ وہی اس کی قسمت کے مالک ہیں اور وہی اس پر حکمرانی کا حق رکھتے ہیں۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے بہت مناسب ہوگا کہ ہم مختصر ترین الفاظ میں ہندوستان کی تاریخ بیان کریں۔ تاریخ واضح کرتی ہے کہ ہندو کبھی ہندوستان کو متحد نہیں رکھ سکا۔ لہٰذا ہندو کا پورے ہندوستان پر حکومت کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ ہندو اکثر یہ دعویٰ اشوکا کی موریہ سلطنت کی بنیاد پر کرتے ہیں جو 250 ق م میں تھی جبکہ تاریخ کے ایک معمولی طالب علم کو بھی معلوم ہے کہ وہ سلطنت بدھ مت کی سلطنت تھی اور وہ بھی پورے ہندوستان پر محیط نہیں تھی۔ دکن، جنوبی ہندوستان، شمال مشرقی ہندوستان کا ایک بڑا علاقہ، جنوب مغربی پنجاب کا ایک بڑا علاقہ، مغربی سندھ اور بلوچستان بھی اس سے باہر تھے۔ پھر پہلی صدی سے لے کر 12ویں صدی عیسوی تک وسط ایشیا سے آئے ہنوں اور گجروں نے ہندوستان میں مختلف سلطنتیں قائم کیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کا ہندوستان پر غلبہ ہوگیا۔

ہندوستان کے شمال مغربی پہاڑی سلسلہ کو کوہ ہندوکش کہتے ہیں۔ کیونکہ جتنی اقوام نے ہندوستان میں ہندوؤں کی درگت بنائی وہ سب اس پہاڑی سلسلہ سے ہندوستان میں داخل ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے غزنوی، غوری، خاندان غلاماں، تغلق اور پھر مغل ہندوستان کے حکمران رہے۔ اگرچہ ہندوستان کی بعض ریاستوں میں ہندو راجے مہاراجے حکمران رہے۔ لیکن پورے ہندوستان پر حکومت کرنا کبھی بھی ہندوؤں کے بس کی بات نہ تھی۔ ہندوستان تاریخ میں صرف 2 ادوار میں متحد ہوا ہے۔ پہلے مغلوں نے متحدہ ہند پر حکومت کی اور بعد ازاں انگریز پورے ہندوستان کا حکمران بنا۔

1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں نے کلیدی رول ادا کیا۔ لہٰذا جنگ میں ناکامی کا سارا نزلہ مسلمانوں پر گرا۔ انگریز نے مسلمانوں کو بُری طرح کچلنے کا طے کرلیا۔ ہندوؤں کی حوصلہ افزائی کی۔ انہیں مذہب کی بنیاد پر ایک متحرک قوم بننے کی راہ دکھائی وگرنہ ہندوؤں کا معاملہ تو یہ تھا کہ صدیوں کی نسل در نسل غلامی نے انہیں ایک ہی بات سمجھائی تھی کہ جو آئے اُس کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہی وجہ تھی کہ انگریز عہد سے پہلے ہندوؤں کی کوئی مزاحمتی، کوئی عسکری تنظیم وجود میں نہ آسکی تھی۔ کیونکہ مزاحمت تصادم کا خطرہ مول لیے بغیر نہیں کی جاسکتی اور اس وقت ہندو کی یہ سوچ میں بھی نہ تھا۔ انگریز کے دور میں آر ایس ایس بنی اور انگریز کے دور ہی میں ہندو مسلم فسادات شروع ہوئے۔ ہندو کو چونکہ یہ احساس تھا کہ نہ وہ کبھی بزور شمشیر پورے ہندوستان پر حکومت کرسکا اور نہ بزور بازو آئندہ کبھی پورے ہندوستان کا حکمران بن سکے گا۔ لہٰذا جب مغرب کو جمہوریت نے پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ہندوستان بھی اس سے اثر انداز ہونے لگا تو مہاتما گاندھی جیسے لیڈروں نے انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کے لیے عوامی تحریکیں شروع کر

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: **اقتدار احمد** مرحوم

8 تا 14 محرم الحرام 1443ھ جلد 30
17 تا 23 اگست 2021ء شمارہ 30

مدیر مسئول **حافظ عاکف سعید**
مدیر **ایوب بیگ مرزا**
ادارتی معاون **فرید اللہ مروت**

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد **طابع**: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-78
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

دیں جن میں سے ’’ہندوستان چھوڑ و‘‘ جیسی عوامی تحریک بہت مقبول ہوئی کیونکہ ہندو جان گیا تھا کہ اب ہندوستان پر ون مین ون ووٹ کی بنیاد پر حکومت ہوگی اور اس کی ہندوستان میں اکثریت ہے۔ شودر کو کسی بڑی ذات کے ہندو کی عبادت گاہ اور اُس کے بت کے قریب پھٹکنے کی بھی اجازت نہیں، لیکن ووٹ ہندوؤں کو دیے بغیر اس کا چارہ نہیں۔ لہٰذا ہندوؤں نے آل انڈیا کانگریس کے نام سے 1885ء میں باقاعدہ ایک سیاسی جماعت قائم کر لی جو انگریزوں سے ہندوستان چھوڑنے کا پُرزور مطالبہ کرنے لگی۔ یہی ایک واحد راستہ تھا جس سے ہندو کو تمام ہندوستان پر حکومت کرنے کا تاریخ میں پہلی بار موقع میسر آ رہا تھا۔ اِسی خواہش کی تکمیل کے لیے گاندھی کہتا تھا کہ پاکستان میری لاش پر بنے گا کیونکہ پاکستان کے قیام سے ہند تقسیم ہوتا تھا اور تقسیم ہند کے فیصلے کے بعد بھی جو پاکستان کے بارے میں کہا جاتا رہا کہ وہ چند سال بمشکل اپنا وجود قائم رکھ سکے گا۔ یہ وہ خواہش تھی جو وقتاً فوقتاً الفاظ کا روپ دھارتی رہی۔

ہندو عسکری لحاظ سے یقیناً ایک نیم مردہ قوم تھی اور شاید اب بھی ہے لیکن یہ اعتراف لازم بنتا ہے کہ ہندو ایک کامیاب کاروباری ہے۔ بھارت کا معاشی لحاظ سے پاکستان سے آگے نکلنے کی کئی وجوہات ہیں لیکن یقیناً ایک یہ بھی ہے کہ ہندو کو کاروباری معاملات میں مسلمان پر واضح طور پر برتری حاصل ہے اور آج کی دنیا چونکہ مادہ پرستی کے حوالے سے اپنی معراج پر نظر آتی ہے لہٰذا غیروں کی کیا بات کریں مسلم دنیا نے بھی اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور بھارت سے تعاون کو اپنے مفاد میں سمجھا۔ انتہائی بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے حکمرانوں نے چاہے سویلین تھے یا فوجی لوٹ کھسوٹ سے پاکستان کا معاشی دیوالیہ نکال دیا اور پاکستان اقتصادی طور پر مفلوج ہو گیا۔ قرضوں کے انبار کھڑے ہو گئے لہٰذا ملکی اور بین الاقوامی سطح کے فیصلے ملکی مفاد میں نہیں بلکہ قرض خواہوں کی ڈکٹیشن پر ہونے لگے۔ دوسری جانب یورپ اور امریکہ نے بھارت سے تعاون ایک اینٹی مسلم ریاست ہونے کی وجہ سے بھی کیا۔ سوویت یونین کی شکست وریخت سے قبل مغرب ہندو دوست ہونے کے باوجود پاکستان کو دوستی اور محبت کا جھانسہ بلکہ دھوکہ صرف اس لیے دیتا رہا کہ اُس کے سرمایہ دارانہ نظام کو کمیونزم سے خطرہ تھا جس سے نمٹنے کے لیے وہ پاکستان کو بطور ڈھال استعمال کر رہا تھا۔ لیکن جونہی سوویت یونین اور کمیونزم زمین بوس ہوئے مغرب کا اصل چہرہ سامنے آ گیا اور وہ کھل کر بھارت کا پشت پناہ اور پاکستان کا دشمن بن کر سامنے آ گیا۔ نائن الیون کے بعد پھر پانسہ پلٹا پاکستان ایک بار پھر امریکہ اور مغرب کی ضرورت بنا لیکن افسوس صد افسوس کہ ہمارے احمق اور اقتدار کے لیے مرمٹنے والے حکمرانوں نے اپنے دشمن کے ہاتھوں استعمال ہونا قبول کر لیا۔

ہمیں یہ بھی اعتراف کرنا ہو گا کہ بی جے پی کی مودی حکومت نے ہندوستان کی سابقہ حکومتوں کی منافقت کا پردہ چاک کیا اور اعلانیہ طور پر کہا کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے اور وہ جلد غیر ہندوؤں کا ہندوستان سے خاتمہ کر دیں گے۔ انہوں نے اس نعرے کو عملی شکل دینے کے لیے ’’مسلمان کا استھان یا پاکستان یا قبرستان‘‘ کے نعرہ کو عملی تعبیر دی اور ہندوستان میں مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ انہوں نے آئینی ترامیم کر کے مقبوضہ کشمیر کو بھارت کا حصہ بنا لیا ہے اور وہاں ظلم وستم کی نئی داستانیں رقم کی ہیں۔ کشمیر اس وقت ایک بڑی جیل کی صورت اختیار کر چکا ہے جہاں لوگ اذیت ناک زندگی گزار رہے ہیں۔ ہندوؤں کی موجودہ حکومت عیسائیوں اور دوسرے غیر ہندوؤں کو بھی برداشت نہیں کر رہی۔ انہیں بھی تنگ کیا جا رہا ہے اور پیغام دیا جا رہا ہے کہ بھارت میں جو رہے گا ہندو ہی بن کر رہے گا۔ ہندو کی یہ سوچ اور طرزِ عمل نیا نہیں ہے۔ ان کی فکر اور سوچ آغاز سے ہی یہ ہے کہ کمزور کی گردن پر پاؤں رکھ دو اور طاقتور کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔

چین سے حالیہ جھڑپوں اور اس کے بھارتی علاقے پر قبضہ کے باوجود نریندر مودی چین کا نام منہ سے نہیں نکالتا۔ افغانستان میں افغان طالبان کی پیش قدمی پر سر پر پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگا ہے لیکن پاکستان کے خلاف جھوٹ پھیلانے اور گمراہ کن پروپیگنڈا کرنے کے ایسے ریکارڈ قائم کر رہا ہے جن کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ امریکہ کو یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہا ہے کہ افغانستان میں تم سے افغان طالبان نہیں پاکستان جنگ کر رہا ہے۔ #SanctionPakistan کی سوشل میڈیا پر زبردست مہم چلا رہا ہے۔ پوری تگ ودو میں ہے کہ پاکستان کو تنہا کر دے اور دنیا پاکستان کی ہر قسم کی امداد بند کر دے۔ مصیبت یہ ہے کہ آج بھی پاکستان میں کچھ لوگ یہ درس دے رہے ہیں کہ بہرصورت پاکستان کو بھارت سے دوستی کا دم بھرنا چاہیے۔ ہم بھارت سے تلخی اور کشیدگی ختم کرنے کے حق میں ہیں لیکن ہمیں ہندو ذہنیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے درحقیقت پاکستان کا وجود مسئلہ ہے وہ ہندوستان کی تقسیم کو آج بھی سیاسی ہی نہیں اپنے مذہب کے نکتہ نظر سے بھی غلط سمجھتا ہے لہٰذا اسلامی جمہوریہ پاکستان کو زندہ اور پائندہ دیکھنے کے لیے اسے ہر سطح پر مضبوط و مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ہندو ذہنیت کے حوالے سے پھر اس بات کا اعادہ کریں گے کہ وہ پاؤں پڑنے والے کو ٹھوکریں مارتا ہے اور گردن دبوچنے والے کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان اگر زندہ اور قائم رہ سکتا ہے تو صرف مضبوط اور مستحکم ہو کر رہ سکتا ہے۔ ضعف، کمزوری اور زیردستی خودکشی ہے۔ کرنے کا کام یہ ہے کہ دوا اور دعا دونوں کی جائیں یعنی ایک طرف اپنے گھر کو درست کیا جائے ملک میں اتحاد، اتفاق، اخوت، بھائی چارے اور برداشت کی فضا قائم کی جائے اور دوسری طرف اپنا قبلہ درست کیا جائے۔ استحکامِ پاکستان درحقیقت پاکستان میں دینِ اسلام کے مکمل نفاذ سے ہی ممکن ہے۔ یہ بات اب مذہبی اور دینی مطالبہ ہی نہیں رہا کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اب ہمارے پاس کوئی دوسرا آپشن ہی سرے سے نہیں ہے۔ جہاد اور اپنے مؤقف پر استقامت کی جو راہ افغان طالبان نے دکھائی ہے وہی طاغوتی قوتوں کے ظالمانہ ہتھکنڈوں سے ہمارا بچاؤ کرے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مصنوعی سہاروں سے نجات حاصل کریں۔ اس ہستی کا دامن پورے خلوص اور مضبوطی سے تھام لیں جس نے امریکہ اور نیٹو ممالک کو ننگے پاؤں جبہ پوش افغان طالبان کے ہاتھوں ذلت آمیز اور عبرتناک شکست دی ہے۔ اللہ کے سوا تمام سہارے سراب ہیں، دجل وفریب ہیں، جو ہمیں ہلاک کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح فیصلہ اور پھر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن صراط مستقیم ہے

(سورہ القمر کی آیات 18 تا 20 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 6 اگست 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ القمر کی آیت 18 سے مطالعہ کا آغاز کریں گے۔ اس مقام پر قوم عاد کا ذکر آیا ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام کو اس قوم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ ارشاد ہوا:

﴿كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۱۸﴾

”جھٹلایا تھا قومِ عاد نے بھی‘ تو کیسا رہا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟“

یہ قوم شرک کے مرض میں مبتلا تھی۔ اس قوم نے ہود علیہ السلام کی دعوت کا رد بھی کیا، ان کا مذاق بھی اڑایا اور ان کی مخالفت بھی کی تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آیا۔ یہاں یہ بھی نکتہ نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ قوموں پر جو عذاب آتے رہے اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہوں نے اللہ کے رسول کا مذاق اڑایا۔ اگرچہ ان کا بنیادی جرم شرک تھا، پیغمبروں کی دعوتِ توحید کا رد تھا لیکن پیغمبروں کی اہانت، توہین اور گستاخی بھی ایک ایسا عنصر تھا جس نے اللہ کے عذاب کو ان پر بڑھایا۔ ارشاد ہوا:

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۱۹﴾ ”ہم نے ان پر مسلط کر دی ایک تند و تیز ہوا‘ ایک مسلسل نحوست کے دن میں۔“

ان پر ایک ایسا دن مقرر کر دیا گیا جو خیر و برکت سے بالکل خالی تھا۔ اللہ تعالیٰ کا غضب جس قوم پر نازل ہو جائے وہ خیر نہیں پاتی۔ لیکن ہمارے زمانہ جاہلیت کے بعض تصورات دوبارہ آ گئے ہیں کہ فلاں دن، تاریخ نحوست والی ہے، بعض نے بدھ کے دن کو منحوس تصور کر لیا۔ حالانکہ یہ سب خیالی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کسی دن یا مقام میں کوئی نحوست کا معاملہ نہیں ہوتا، نحوست کا تعلق بندوں کی اپنی حرکتوں اور کرتوتوں سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرماتا ہے:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۳۰﴾ (الشوریٰ) ”اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ درحقیقت تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی (اعمال) کے سبب آتی ہے اور (تمہاری خطاؤں میں سے) اکثر کو تو وہ معاف بھی کرتا رہتا ہے۔“

اسی طرح سورۃ الروم میں فرمایا:

”بحر و بر میں فساد رونما ہو چکا ہے‘ لوگوں کے اعمال کے سبب‘ تاکہ وہ انہیں مزہ چکھائے ان کے بعض اعمال کا‘ تاکہ وہ لوٹ آئیں۔“ (آیت:41)

مرتب: ابو ابراہیم

یہ سختیاں اور تکالیف، کبھی بیماری، کبھی کاروبار کا نقصان، کبھی کسی کی وفات، کبھی کوئی وباء، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں ہیں لیکن کبھی انسانوں کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے بھی کوئی مصیبت یا عذاب نازل ہوتا ہے۔ آزمائش کا عرصہ سالوں پر بھی محیط ہو سکتا ہے کہ بندوں کے دل نرم ہوں، مصائب میں، مشکلات میں، پریشانیوں میں بندے اللہ کی طرف رجوع کریں، اللہ کے سامنے روئیں، اللہ کے سامنے گڑگڑائیں۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ کرونا وائرس کی جب پہلی لہر آئی تھی تو کچھ لوگوں نے کسی حد تک اللہ کی طرف رجوع بھی کیا تھا، کچھ دعاؤں کا بھی اہتمام تھا، کچھ صدقہ و خیرات کا بھی اہتمام تھا۔ اب تو ہم نے اس کو بڑا لائٹ لے لیا۔ حالانکہ ہمیں سمجھنا چاہیے کہ اس کے پیچھے چاہیے جو بھی سازش ہو مگر اللہ کے اذن کے بغیر تو نہیں ہے۔ یہ ہمارے لیے مصیبت اور پریشانی تو ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہمارا اللہ کی طرف رجوع کا معاملہ بڑھا ہے یا نہیں۔ یہ اصل غور طلب بات ہے کہ کیا ہمارے دل نرم ہوئے۔ ہم نے اپنے بداعمال سے توبہ کی؟ انسان پر جو مشکلات اور پریشانیاں آتی ہیں یہ اس کے کرتوتوں کی وجہ سے بھی آتی ہیں تاکہ اللہ کچھ اعمال کا مزہ چکھائے۔ قرآن میں کم از کم دو مرتبہ یہ بات آئی کہ اگر گناہ اور ہر جرم پر اللہ پکڑنے پر آ جائے تو دھرتی پر کسی جاندار کو نہ چھوڑے۔ لیکن اللہ موخر فرماتا ہے۔ ہر بات پر نہیں پکڑتا۔ کچھ باتوں پر پکڑتا ہے تاکہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں۔ کرونا وباء کے پھیلنے کے بعد کچھ روز تو ہم نے اللہ سے بڑی دعائیں مانگی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس کے بعد ہم نے اپنے معمولات میں کچھ تبدیلی لائی؟ گناہوں، نافرمانیوں کی روش میں کچھ کمی آئی؟ مجھے اور آپ کو اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا کوئی دن یا مقام منحوس نہیں ہوتا بلکہ انسان کے اپنے اعمال نحوست کا ذریعہ بنتے ہیں۔

قوم عاد کی طرح ان تمام قوموں کے احوال قرآن میں دیگر مقامات پر تفصیل سے بیان ہوئے ہیں جن پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ یہ عذاب ان اقوام کے اپنے اعمال کی وجہ سے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم پر محنت کی لیکن اس قوم نے شرک کی روش نہ چھوڑی۔ پھر اس پر آسمان سے بھی پانی برسا اور زمین سے بھی چشمے پھوٹ پڑے اور آخرکار اس قوم کے نافرمان لوگ طوفان میں غرق ہو گئے۔ قوم شعیب ناپ تول میں کمی کرتی تھی، حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر اس قوم پر آسمان سے شعلے برسائے گئے، زلزلہ آیا اور قوم مٹ گئی۔ قوم لوط ہم جنس پرستی جیسے بڑے گناہ

میں مبتلا تھی، حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کے باوجود اس روش کو نہ چھوڑا۔ نتیجہ میں مختلف قسموں کے عذابوں میں مبتلا کر کے بحر مردار میں دفن کر دی گئی۔ اسی طرح عاد و ثمود بھی گناہ، سرکشی اور فرمانی پر اڑ گئے اور ان پر بھی سخت عذاب نازل ہوئے۔ یہ سب ان قوموں کے اپنے اعمال کا نتیجہ تھا۔ آج کراچی جیسے شہر میں بھی ہم جنس پرستوں کے ٹولے کھڑے ہو کر اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ شہر تھا جسے ہماری تاریخ میں باب الاسلام قرار دیا گیا تھا۔ آج یہ کس مقام پر کھڑا ہے، اقدار کے جنازے نکل رہے ہیں، اسی طرح یہ ملک بھی اسلام کے نام پر بنا تھا لیکن آج ہماری معاشرت کا ستیاناس ہو چکا ہے۔ پردے کے احکامات کی دھجیاں بکھیر دی گئیں، حالانکہ نتائج بھی ہمارے سامنے ہیں۔

قرآن میں گزشتہ اقوام کے واقعات قصے کہانیوں کے طور پر بیان نہیں ہو رہے بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ ہم عبرت حاصل کریں اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ان تمام قوموں پر بھی یہ عذاب ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے آئے تھے۔ قوم عاد کے بارے میں تفسیری روایات ہیں کہ ایک ہفتہ ان پر مسلسل آندھی چلی، چند سیکنڈ یا منٹ آندھی چلے تو کیا حشر نشر ہو جاتا ہے جبکہ وہ آندھی بھی کوئی عام آندھی نہیں تھی بلکہ اللہ کے غضب والی آندھی تھی۔ فرمایا:

﴿تَنۡزِعُ النَّاسَ ۙ کَاَنَّہُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ مُّنۡقَعِرٍ ﴿۲۰﴾﴾
''وہ لوگوں کو یوں اُکھاڑ پھینکتی تھی جیسے وہ کھجور کے تنے ہوں اُکھڑی ہوئی جڑوں والے۔'' (القمر:20)

قوم عاد کو اللہ تعالیٰ نے لمبے ڈیل ڈول عطا فرمائے تھے، ان جیسا کبھی پیدا نہیں ہوا تھا، انہیں اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت بازو عطا فرمائی تھی، اس پر انہیں بڑا ناز اور گھمنڈ تھا، لیکن جب اللہ کا عذاب آیا تو ان کے ڈیل ڈول، ان کی ساری طاقت کچھ کام نہ آئی۔ آندھی نے انہیں ایسے اٹھا اٹھا کر پھینکا جیسے کھجور کے کٹے ہوئے درخت بکھرے پڑے ہوں۔ آگے فرمایا:

﴿فَکَیۡفَ کَانَ عَذَابِیۡ وَ نُذُرِ ﴿۲۱﴾﴾ ''تو کیسا رہا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ بعد والوں یعنی ہم سب سے مخاطب ہے اور اس میں ہمارے لیے خبردار کرنے کا ایک انداز ہے کہ ہم بھی باز آجائیں، اپنے گناہوں سے، سرکشیوں سے توبہ کرلیں اور اللہ کی بندگی اختیار کرلیں۔ یہ پیغام بار بار اس سورت میں اسی لیے آرہا ہے کہ ہم نصیحت حاصل کریں۔ آگے فرمایا:

﴿وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۲۲﴾﴾ ''اور ہم نے اس قرآن کو آسان کر دیا ہے نصیحت حاصل کرنے کے لیے' تو ہے کوئی اس سے نصیحت حاصل کرنے والا!''

ذکر کا ایک ترجمہ یاد دہانی بھی کیا جاتا ہے، نصیحت بھی کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ اس قرآن کو بہت آسان بنایا گیا ہے ان لوگوں کے لیے جو نصیحت حاصل کرنا چاہیں۔ خاص طور پر گزشتہ اقوام کے بیان سے تو ہر کوئی نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔ البتہ جہاں تک قرآن سے احکام اخذ کرنے کا تعلق ہے تو اس حوالے سے ہمارے ہاں دو انتہائیں ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن کو بطور ثواب جتنا مرضی پڑھو، رمضان میں پورا قرآن ختم کر دو، دعا بھی کروالی، بچوں سے ناظرہ پڑھالیا، ختم شریف بھی ہو گیا، مٹھائی بھی تقسیم ہو گئی لیکن کہا جاتا ہے کہ اس کو کھول کر ترجمہ کے ساتھ مت پڑھو کیونکہ خود پڑھو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ خود کہہ رہا ہے کہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے آسان ہے۔ ترجمہ کے ساتھ پڑھ تو سہی۔ کم از کم گزشتہ اقوام کے احوال سے ہی نصیحت حاصل کرو اور پھر جن علماء نے قرآن کا ترجمہ کیا ہے وہ گمراہ کرنے کے لیے تو تھوڑا ہی کیا ہے۔

دوسری انتہا یہ ہے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم بس ترجمہ پڑھ کر ہی عالم فاضل بن گئے۔ حالانکہ ایسا بھی درست نہیں ہے قرآن کا پورا فہم حاصل کرنے کے لیے احادیث کا بھی کچھ نہ کچھ علم ہونا چاہیے کیونکہ قرآن کے احکامات کی تشریح احادیث میں ہوتی ہے۔ جیسے نماز کا قرآن میں حکم ہے لیکن اس کا طریقہ احادیث میں بیان ہوا ہے۔ بعض لوگ احادیث کا سرے سے ہی انکار کر رہے ہیں۔ وہ

داعی رجوع الی القرآن، بانی تنظیم اسلامی
محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل
بیان القرآن
ترجمہ و مختصر تفسیر
اب دو انداز سے دستیاب ہے
O خوبصورت ٹائٹل O عمدہ سفید کاغذ O معیاری طباعت
1 2935 صفحات پر مشتمل، سات جلدوں میں
(الگ الگ جلدیں بھی دستیاب ہیں!)
مکمل سیٹ کی قیمت: 4800 روپے
2 متعدد اضافی خوبیوں کا حامل، طبع جدید
O قرآنی رسم الخط O تفسیری سائز O مضبوط ریگزین جلد
2560 صفحات پر مشتمل، چار جلدوں میں
مکمل سیٹ کی قیمت: 4800 روپے
مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)

بہت بڑے فتنہ کا شکار ہیں کیونکہ احادیث کے بغیر وہ قرآن کا فہم حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ اللہ نے یہ قرآن ہدایت کے لیے نازل کیا ہے۔ انسان کے اندر ہدایت کی طلب اور تڑپ ہوگی تو اللہ ہدایت کے راستے کھول دے گا۔ جس کو تڑپ ہوگی وہ ترجمہ کے ساتھ تشریح بھی پڑھے گا اور تفاسیر سے بھی استفادہ کرے گا۔ چنانچہ ان دو انتہاؤں کے درمیان اعتدال ہونا چاہیے۔

ہمارے استاد بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ سمجھاتے تھے کہ قرآن کے سمجھنے کے دو بنیادی پہلو ہیں:

1۔تذکر۔یعنی نصیحت حاصل کرنا۔ یہ ہر انسان کر سکتا ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو۔

2۔تدبر۔ یہ ذرا مشکل کام ہے، اس کے لیے ذرا محنت کی ضرورت ہے اور اس کے لیے قرآن کی زبان کو سمجھنا اور احادیث کا علم ہونا ضروری ہے۔

تذکر کا جو پہلو ہے اس سے ہر کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جتنے بھی غیر مسلم مسلمان ہوئے ہیں وہ قرآن کو پڑھ کر ہی مسلمان ہوئے ہیں تو کیا ہم ان کے اسلام کا انکار کر دیں گے کہ انہوں نے ترجمہ پڑھا ہے اس لیے گمراہ ہو گئے ہیں؟ نہیں۔ قرآن ہر ایک کے لیے نصیحت ہے۔ کسی کو قرآن حکیم کی ایک آیت اپیل کرتی ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے، کسی کو دو آیتیں اپیل کرتی ہیں تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ پاکستان کی تاریخ کی بہت مشہور شخصیت علامہ محمد اسد پہلے یہودی تھے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کی مشہور کتاب ہے: Road To Macca اس کا اردو ترجمہ ہے: طوفان سے ساحل تک۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اس کا مطالعہ ضرور کریں۔ سورۃ التکاثر کی دو آیات نے ان کی زندگی بدل دی:

﴿اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ۝٢﴾

"تمہیں غافل کیے رکھا ہے بہتات کی طلب نے! یہاں تک کہ تم قبروں کو پہنچ جاتے ہو۔"

ان کے بہت سارے سوالات کا جواب ان دو آیتوں نے دے دیا اور وہ ایمان لے آئے۔ اس کے بعد عربوں میں جا کر عربی سیکھی، انگریزی میں قرآن کا ترجمہ بھی کیا، تفسیر بھی لکھی۔ اسی طرح ہر انسان کو اس کے بنیادی سوالات کا جواب قرآن میں مل سکتا ہے کہ وہ کس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے، موت کے بعد کہاں جانا ہے؟ اچھائی اور برائی کا بدلہ آخرت میں کیسے ملنا ہے۔ اس بارے میں قرآن بہت واضح ہے۔ پھر اگر ہم واقعی مانتے ہیں کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے اور ہماری راہنمائی کے لیے نازل کی گئی ہے تو قرآن کی ایک ایک آیت مجھے اور آپ کو راہنمائی دیتی چلی جائے گی۔ جیسے فرمایا:

"اور فیصلہ کر دیا ہے آپؐ کے رب نے کہ مت عبادت کرو کسی کی سوائے اُس کے، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر پہنچ جائیں تمہارے پاس بڑھاپے کو ان میں سے کوئی ایک یا دونوں، تو انہیں اُف تک مت کہو اور نہ انہیں جھڑکو، اور ان سے بات کرو نرمی کے ساتھ۔ اور جھکائے رکھو ان کے سامنے اپنے بازو عاجزی اور نیاز مندی سے، اور دعا کرتے رہو: اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔" (بنی اسرائیل:23،24)

اب اس بات کو سمجھنے کے لیے نہ تو فقہ کی ضرورت ہے اور نہ عالم فاضل ہونے کی ضرورت ہے۔ میرا رب کہتا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو، اف نہ کہنا، نرمی سے بات کرنا، جھڑکنا مت تو یہ بات میں بھی سمجھ سکتا ہوں اور اس پر عمل بھی کر سکتا ہوں۔ اسی طرح فرمایا:

"ہر ذی نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ تو قیامت ہی کے دن دیا جائے گا۔ تو جو کوئی بچا لیا گیا جہنم سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہو گیا۔ اور یہ دنیا کی زندگی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ صرف دھوکے کا سامان ہے۔" (آل عمران:185)

ہر ایک کو پتا ہے کہ موت آنی ہے تو اس یاد دہانی سے ہر کوئی نصیحت حاصل کر سکتا ہے کہ وہ اپنی آخرت کے لیے تیاری کر لے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے کوئی پاپڑ بیلنے کی ضرورت نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بدو آتا ہے اور کہتا ہے: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے زیادہ باتیں یاد نہیں رہیں گی کوئی سادہ سی بات بتا دیں پوری زندگی عمل کروں گا، چھوڑوں گا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان آیات کو یاد کر لو:

"تو جس کسی نے ذرّہ کے ہم وزن بھی کوئی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس کسی نے ذرّہ کے ہم وزن کوئی بدی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔" (الزلزال:7،8)

اس بدو نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! بس میرے لیے کافی ہے۔ وہ گیا تو حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: تمہارے سامنے جنتی جا رہا ہے۔ غور کیجیے۔ ایک دیہات کا رہنے والا بدو صرف دو آیات کی فضیلت پا رہا ہے۔ یہ قرآن کا وہ پہلو ہے جو آج ہم مس کر رہے ہیں۔

فضیل بن عیاض ؒ اسلام لانے سے پہلے ایک ڈاکو تھے، کسی گھر میں ڈاکہ ڈالنے گئے تو گھر میں کوئی قرآن کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا:

"کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے اہل ایمان کے لیے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لیے اور اُس (قرآن) کے آگے کہ جو حق میں سے نازل ہو چکا ہے؟" (الحدید:16)

بس ڈاکہ ڈالنا وہیں چھوڑا اور اللہ کے نیک بندے بن گئے اور آج ان کا نام بڑی عزت سے لیا جاتا ہے۔ یہ قرآن کے تذکر کا پہلو ہے اور یہ اتنا آسان پہلو ہے۔ اگر ہم نصیحت حاصل کرنا چاہیں تو ایک آیت بھی ہماری زندگی بدل سکتی ہے اور قرآن کا یہ پہلو ہر ایک کے لیے ہے۔ دوسرا پہلو تدبر ہے۔ یعنی قرآن کی آیات کی گہرائی میں اُترنا۔ اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی مگر اس کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ وہ خاص میدان ہے کیونکہ یہ تفسیر اور فتوے کا میدان ہے۔ وہ ہر ایک کے کرنے کا کام نہیں ہے۔ اس کے لیے زندگیاں کھپانی پڑیں گی۔

اگر ہم قرآن کے ان دونوں پہلوؤں کو الگ الگ رکھ کر سمجھیں تو کبھی الجھن پیدا نہیں ہوگی۔ ورنہ ایک انتہا وہ ہوگی کہ ایک ہی ترجمہ پڑھ کر بندہ سمجھ لے گا کہ میں عالم فاضل بن گیا ہوں اور دوسری انتہا یہ ہوگی کہ ترجمہ پڑھنے سے ہی روکا جائے گا کہ خود ترجمہ پڑھنے کی کوشش کی تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ یہ دونوں انتہائیں غلط ہیں۔ ان کے درمیان والا راستہ یہ ہے کہ تذکر یعنی نصیحت کا پہلو ہر ایک کے لیے آسان ہے جبکہ تدبر کا پہلو ہر ایک کے لیے نہیں ہے۔ اس کے لیے زندگی کھپانی پڑے گی۔ اگر یہ فرق ہم رکھیں گے تو ان شاء اللہ قرآن سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن حکیم کو ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھیں، قرآن کی مجلسوں میں شرکت کریں اور طلب اور تڑپ کے ساتھ ہدایت کے حصول کی کوشش کریں تو ان شاء اللہ نامراد نہیں لوٹیں گے۔ ہم ہر نماز میں یہ دعا کرتے ہیں: ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝﴾ اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما۔ جامع ترمذی کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وھو الصراط المستقیم))۔ یعنی یہ قرآن ہی صراط مستقیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پاک سے مضبوط تعلق پیدا کرنے، اس سے نصیحت حاصل کرنے اور اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁ ❁ ❁

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha1@yahoo.com

4

حضورِ رسالت — 2 — (I)

گناہِ عشق و مستی عام کردند
دلیلِ پختگاں را خام کردند
بآہنگِ حجازی می سرایم
نخستیں بادہ کاندر جام کردند

ترجمہ عشق و مستی کے گناہ کو عام کردیا۔ پختہ دلیلوں (فلسفیوں کے طریقہ کار) کو جھٹلا دیا گیا۔ میں حجازی سُر کے ساتھ گا رہا ہوں 'سب سے پہلے جو شراب پیالے میں ڈالی گئی.....'۔

(اس شعر کا آخری مصرع فارسی شاعر فخر الدین عراقی کی غزل سے ماخوذ ہے پورے شعر کا مفہوم ہے کہ ''سب سے پہلے جو شراب پیالے میں ڈالی گئی......وہ ساقی کی مست آنکھ سے ادھار لی گئی''۔ یعنی کائنات میں سب سے پہلے نورِ محمدی ﷺ تخلیق کیا گیا)

تشریح

علامہ اقبال کہتے ہیں: میں نے جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائی ہیں اور عصر حاضر کے اس فرعون (برطانوی استعمار) کی غلامی سے آزادی کا سبق یاد دلایا ہے۔ مسلمانوں کو آمادۂ عمل کرنے کے لیے دین پر عمل اور حضرت محمد ﷺ سے دل و جان سے محبت کرنے کا 'گناہ' عام کیا ہے۔ برطانوی استعمار نے اپنا نظام جاری کر کے مسلمانوں کو قرآن وحدیث سے بے گانہ کر دیا ہے اور سیرت النبی ﷺ سے بے بہرہ کر دیا ہے اور آزادی وحریت کی بات کرنے کو 'گناہ' اور غداری قرار دیا ہے۔ لیکن میں نے یہ گناہ عام کیا ہے اور اپنے فارسی اور اردو کلام سے مسلمانوں میں دینی حمیت اور آزادی کی روح پھونک دی ہے۔ مغرب نے اپنے انداز میں سیکولر اور لبرل اندازِ فکر کو عام کر کے مسلمانوں کو خدا شناسی و وحی شناسی سے بے زار اور دور کرنے کی احمقانہ کوششیں کی ہیں۔ میں نے اپنے کلام میں (اسرارِ خودی اور رموزِ بے خودی کے ذریعے) حقیقت انسان واضح کی ہے۔ مغرب انسان کو صرف آب و گِل کا پتلا سمجھتا ہے جبکہ مسلمان انسان کو روح اور جسد کا مجموعہ سمجھتے ہیں جس سے انسان کی حیثیت بلند ہو جاتی ہے۔ میں نے اپنے کلام میں قرآن وحدیث کی باتیں کی ہیں اور حجازی لہجہ میں بات کی ہے کیوں کہ تخلیقِ ارواحِ انسانی وفطرتِ انسانی میں خالق کائنات نے یہی باتیں انسان کے اندر ڈالی ہیں۔

حضورِ رسالت — 2 — (II)

چہ پرسی از مقاماتِ نوایم
ندیماں کم شناسند از کجایم
کشادم رختِ خود را اندریں دشت
کہ اندر خلوتش تنہا سرایم

ترجمہ میری شاعری کے مقامات کے بارے میں کیا پوچھ گچھ کرتے ہو؟ میرے دوست نہیں پہچانتے کہ میں کہاں سے ہوں۔ میں نے اپنے مال و اسباب کو صحرا میں کھول دیا تاکہ میں اس کی تنہائی میں اکیلا ہی گیت گاتا رہوں۔

تشریح علامہ اقبال کی شاعری کا رنگ کسی رواجی، مغربی یا جبلی تقاضوں کا نتیجہ نہیں تھا۔ برطانوی فضاؤں اور درسگاہوں سے فیض یافتہ شخص ہو، ہند میں قدرتِ کلام کا حامل کوئی شاعر ہو، اُمت مسلمہ کی دردمندی اور بہی خواہی کے مضامین باندھنا علامہ اقبال ہی کا خاصہ ہے جس میں تجربہ، مشاہدہ اور محکم RATIONALE شامل ہے کہ علامہ اقبال مغربی درسگاہوں ہی کے فیض یافتہ ہیں، لوگ اس لیے سوال کرتے ہیں کہ یہ شاعری کہاں سے آئی؟ علامہ فرماتے ہیں کہ میرے دوست واحباب بھی میرے کلام اور شاعری کی غرض وغایت سے ناواقف ہیں کہ میں ایسی شاعری کیوں کر رہا ہوں۔

اب میں نے حرمِ مدنی کا سفر کرنے کا ارادہ کیا اور اپنا سارا ماضی وحال کھول دیا ہے کہ لوگوں کے سامنے آجائے اور صحرائے مدینہ کی تنہائی میں اپنے دل کی باتیں (جو آپ ﷺ کی اُمت کے مسائل اور غلامی سے نجات سے متعلق سوچ بچار ہے) آپ کے سامنے رکھ دوں۔ سنا ہے کہ اُمت مسلمہ کے اجتماعی اعمال آپ کو پیش کیے جاتے ہیں آپ پہلے بھی واقف ہوں گے اب میں خود حاضر ہوں۔ یہ سنانا ایک طرح کی مسلمانوں کے بہی خواہوں کے لیے رہنمائی کے خطوط اور کرنے کے کام بھی ہیں تاکہ اُمت کے باہمت لوگ (HAWKS) نکلیں اور اُمت کی رہنمائی کر کے اُمت کی ڈوبتی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا دیں۔

اے ظہورِ تو ﷺ شبابِ زندگی
جلوہ ات ﷺ تعبیرِ خوابِ زندگی
اے زمیں از بارگاہت ارجمند
آسماں از بوسۂ بامت بلند

(از کلیات اقبال (فارسی) نظم: عرضِ حال مصنف بحضور رحمۃ للعالمین ﷺ)

چین جان چکا ہے کہ غالب امکان ہے کہ مستقبل میں افغانستان میں افغان طالبان کی حکومت ہوگی لہٰذا وہ سی پیک اور بی آر آئی منصوبوں کی کامیابی اور خطے میں اپنے اثر رسوخ کے لیے افغان طالبان سے تعلقات بڑھا رہا ہے: رضاء الحق

افغان طالبان وفد کا دورہ چین اور چینی وزیر خارجہ سے کامیاب ملاقات درحقیقت امریکہ، بھارت اور نیٹو کی افغانستان میں شکست اور ٹریلینز ڈالرز کی انوسٹمنٹ کی ناکامی کا واضح اعلان ہے: حسن صدیق

میزبان: ڈاکٹر حسیب احمد

پاکستان اور خطے کے بدلتے حالات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: حال ہی میں افغان طالبان کے سیاسی شعبہ کے سربراہ ملا عبدالغنی برادر کی سربراہی میں ایک اعلیٰ سطحی وفد نے چین کا دورہ کیا اور وزیر خارجہ سمیت اہم چینی عہدے داران سے ملاقات کی۔ آپ کے نزدیک اس دورے کی کیا اہمیت ہے؟

حسن صدیق: اس دورے کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہمارے لیے بہت آسان ہے۔ اگر ہم عالمی اور بھارتی میڈیا کی سرخیاں اور واویلہ دیکھیں تو صاف پتا چلتا ہے کہ طالبان وفد کا دورہ چین اور چینی وزیر خارجہ سے ملاقات امریکہ اور نیٹو کی شکست کا اعلان ہے۔ امریکہ، انڈیا اور ان کے اتحادیوں نے افغانستان میں جن سیاسی، مذہبی اور معاشی مقاصد کے حصول کے لیے ٹریلینز ڈالرز کی انوسٹمنٹ کی تھی یہ اُن مقاصد کے حصول میں ناکامی کا اعلان ہے۔ اس ملاقات سے یقینی طور پر نیٹو اور بھارت کی نیندیں اُڑ چکی ہیں، اُن کی جھنجھلاہٹ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسی دوران امریکی وزیر خارجہ اینتھونی بلنکن نے انڈیا کا دورہ کیا اور نہ صرف تبت کے باغی راہنما دلائی لامہ سے بات کی بلکہ وہاں موجود تبت ہاؤس کے مزید آفیشلز سے بھی بات کی۔ اس بات کا بھی بہت امکان ہے کہ افغان طالبان اور چین دونوں نے اس ملاقات کے لیے پاکستان سے تعاون حاصل کیا ہوگا۔ خطے کی جغرافیائی صورتحال کے پیش نظر اس دورہ کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ کیونکہ چین نے سی پیک اور بی آر آئی کے ذریعے اپنی تجارت کو وسیع کرنا ہے۔ چاہے یہ تجارت سنٹرل ایشیا میں ہو یا افریقہ میں ہو اس کے لیے افغانستان کا پُرامن ہونا ناگزیر ہے۔ افغانستان کی لوکیشن کو دیکھا جائے تو وہ سنٹرل ایشیا کا گیٹ وے ہے۔ ظاہر ہے سنٹرل ایشیا سے آگے یورپ

مرتب: محمد رفیق چودھری

بھی ہے، اس لیے چین کو اس کی اہمیت کا اندازہ ہے۔ پھر چین کے لیے مڈل ایسٹ کا گیٹ وے بھی یہی ہے۔ چین سمجھتا ہے کہ اس وقت بی آر آئی میں سب سے بڑی رکاوٹ افغانستان کی بدامنی ہوسکتی ہے۔ اس لیے چین نے افغان طالبان کو سرکاری سطح پر مدعو کیا اور جس طرح کا پروٹوکول دیا وہ سب کے سامنے ہے۔ اسی لیے چین نے طالبان کو افغانستان میں بڑی اور انتہائی اہمیت کی حامل طاقت قرار دیا۔ افغانستان میں انڈیا کی بھی بہت انوسٹمنٹ تھی لیکن طالبان کے آنے سے وہاں انڈیا کے سٹیکس ختم ہو گئے ہیں۔ اسی لیے انڈین میڈیا تلملا اُٹھا ہے۔ انڈین صحافی و کالم نگار غزالہ وہاب نے اپنے کالم میں لکھا ہے کہ انڈیا کے افغان حکومت سے اچھے تعلقات ہیں جس کی وجہ سے وہاں انوسٹمنٹ کر دی لیکن انڈیا طالبان کو اچھی طرح سمجھنے میں ناکام رہا۔ بہرحال حالیہ ملاقات سے خطے کے مستقبل کا نقشہ واضح ہو چکا ہے۔

رضاء الحق: چین نے سمجھ لیا ہے کہ مستقبل میں افغانستان میں افغان طالبان کی حکومت ہوگی۔ سمجھدار قوم مستقبل کے حالات کو دیکھتی ہے اور پھر اس کے مطابق اپنی پلاننگ کرتی ہے۔ چین یہ سمجھتا ہے کہ امریکہ یہاں اس کے گھیراؤ کے لیے آیا ہوا ہے اور انڈیا امریکہ کا پراکسی بن چکا ہے۔ وہ جانتا ہے انڈیا افغانستان میں موجود ہے اور اس کے وہاں 17 قونصل خانے ہیں۔ امریکہ اور انڈیا یہ چاہتے ہیں کہ افغانستان میں امن نہ آئے۔ کیونکہ امریکہ کو چین کی طاقت کا ادراک ہو چکا ہے اور وہ جانتا ہے کہ چین ہی اس کا مقابلہ کرے گا۔ جبکہ دوسری طرف افغان طالبان دشمن کا دشمن دوست کے مصداق چین کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کریں گے۔ لیکن انہوں نے چین میں موجود ایغور مسلمانوں کے حوالے سے اپنے تحفظات کا بھی کھل کر اظہار کیا ہے۔ پھر اس خطے میں پاکستان اور افغانستان دونوں چین کے ساتھ اچھے تعلقات چاہیں گے کیونکہ انہیں معلوم ہے امریکہ اور اس کے اتحادی دوسری جگہ اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یہ ڈویلپمنٹ مستقبل میں گیم چینجر بھی بن سکتی ہے۔

سوال: طالبان کے دورہ چین کے دوران امریکی وزیر خارجہ کا دورۂ بھارت اور بھارتی اعلیٰ حکام کے علاوہ تبت کے دلائی لامہ سے خصوصی ملاقات کیا معنی رکھتی ہے؟

رضاء الحق: امریکہ اور چین کی کولڈ وار چل رہی ہے۔ امریکی وزیر خارجہ کے دورے کے دو حصے تھے۔ ایک تو یہ معمول کا دورہ تھا کیونکہ جب سے امریکہ کا انڈیا کے ساتھ ٹو پلس ٹو اسٹریٹیجک ڈائیلاگ چل رہا ہے ان کے

آپس میں ایسے دورے ہوتے رہتے ہیں۔ جہاں تک دلائی لامہ سے ملنے کا معاملہ ہے تو اس کا مقصد چین کو پریشان کرنا ہے کیونکہ دلائی لامہ تبت کی علیحدگی پسند تنظیم کا سربراہ ہے۔ حالانکہ اس کی رہائش انڈیا میں ہے لیکن امریکہ اور دوسری چین مخالف قوتیں ایسے لوگوں کو چین کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ دلائی لامہ کو CIA نے بہت زیادہ فنانس کیا ہے۔ حتیٰ کہ ہالی ووڈ کی موویز میں اُسے رول دے کر اس کی شہرت میں اضافہ کیا گیا۔ اس کے پس پردہ امریکہ اور چین دشمن ممالک کا مقصد اس پروپیگنڈا کو تیز تر کرنا ہوتا ہے کہ تبت چین کا حصہ نہیں ہے اور اس پر چین نے جبراً قبضہ کیا ہوا اور اس کے لیے وہ دلائی لامہ جیسے لوگوں کو استعمال کرتے ہیں۔ دوسری طرف TTP کے راہنما نور ولی محسود کا انٹرویو CNN پر چلایا جا رہا ہے جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ TTP بھی افغان طالبان کے ساتھ ہے۔ اس کا مقصد پاکستان کو ٹارگٹ کرنا ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ TTP، را اور سی آئی اے فنڈڈ ہے۔ وہ پاکستان اور افغان طالبان کے خلاف کام کرتے رہے ہیں اور ابھی تک کر رہے ہیں۔

سوال: بھارت اور امریکہ کی سی پیک سے دشمنی اور ہر وقت چین اور پاکستان کے خلاف سازشیں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ سی پیک جیسے طویل المدت منصوبے کی کامیابی کے لیے پاکستان اور چین دونوں کو ہر قسم کے استحکام کی ضرورت ہے۔ ایسے میں پاکستان کا چیئرمین سی پیک اتھارٹی کو بدل دینا کیا روٹین کا معاملہ ہی سمجھا جائے گا؟

حسن صدیق: عاصم سلیم باجوہ کو سی پیک اتھارٹی کا چیئرمین بنانے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بطور ڈی جی آئی ایس پی آر بہترین پرفارمنس کا مظاہرہ کیا تھا اور اس ادارے کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے دہشت گردی اور ہائبرڈ وار فیئر کا بہترین مقابلہ کیا تھا۔ چنانچہ سوچ یہی تھی کہ وہ دہشت گردی کے خلاف سی پیک کا بھی اسی طرح کامیاب دفاع کریں گے۔ اپنے ٹینور کے مطابق ان کو 2023ء تک اس عہدے پر رہنا تھا۔ ان کے بارے میں یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ ان کے مضبوط پس منظر کی وجہ سے چین کے کہنے پر ہی اس عہدے پر تعینات کیا گیا تھا اور کوئی سوچ نہیں سکتا تھا کہ یہ اپنا ٹینور پورا نہیں کریں گے بلکہ ان کے بارے میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ شاید ان کو ایک اور ٹینور بھی مل جائے۔ اس سے پہلے وہ معاون خصوصی برائے اطلاعات کے اہم عہدے پر بھی رہے ہیں۔ پھر پرویز مشرف کے زمانے میں وہ ملٹری سیکرٹری بھی رہے۔ ظاہر ہے جب کوئی انسان سول اور عسکری دونوں شعبوں میں اعلیٰ عہدوں پر رہ کر اتنا پاور فل ہو جائے تو پھر اسکینڈلز تو بنتے ہیں۔ اسی دوران پاکستانی جرنلسٹ احمد نورانی نے ایک غیر معروف ویب سائٹ کا استعمال کرتے ہوئے ان کے حوالے سے بہت بڑا آرٹیکل چھاپا جس میں انہوں نے بتایا کہ ان کی فیملی کے پاس بہت

> **چین کے قونصل جنرل نے کہا ہے کہ چین کو سی پیک منصوبے میں پاکستان کی طرف سے اس طرح کی سپورٹ نہیں مل رہی جیسی ملنی چاہیے۔**

بڑے بڑے بزنس ہیں، وہ کہاں سے آئے؟ پھر باجوہ صاحب نے اپنی گاڑی (لینڈ کروزر) بطور اثاثہ شو کی تو اس کی مالیت تیس لاکھ بتائی جبکہ اس کی اصل قیمت تین کروڑ ہے۔ اس پر بھی تنازعہ کھڑا ہوا۔ اپوزیشن بالخصوص اسٹیبلشمنٹ مخالف لوگوں نے اس ایشو کو بہت زیادہ اٹھایا اور انڈیا سمیت دیگر سی پیک مخالف قوتوں کو بھی اس ایشو کو اٹھانے کا موقع ملا۔ چونکہ موجودہ حکومت کی ایک پالیسی رہی ہے کہ اس کے جن وزراء پر کرپشن کے الزامات لگے اور نیب ان کی تحقیقات کر رہی تھی تو ان کو استعفیٰ دینا پڑا۔ باجوہ صاحب پر بھی اس حوالے سے پریشر آیا کہ جب تک الزامات کی تحقیقات نہیں ہوتیں آپ استعفیٰ دیں۔ اس پر باجوہ صاحب نے اپنے دونوں عہدوں سے استعفیٰ پیش کر دیا لیکن وزیراعظم نے قبول نہیں کیا۔ پھر باجوہ صاحب خود ہی معاون خصوصی برائے اطلاعات کے عہدے سے دستبردار ہو گئے۔ لیکن چونکہ اس وقت سی پیک کا بہت critical phase چل رہا تھا جس میں انڈسٹریل ایریا، جابز وغیرہ شامل ہیں۔ تقریباً 2200 ایکڑ پر کام ہو رہا ہے۔ چونکہ یہ فیز اہم تھا اس لیے باجوہ صاحب کو عہدے پر برقرار رکھا گیا۔ بہرحال اُن کے عہدہ چھوڑنے کے حوالے سے تین امکانات ہو سکتے ہیں: 1۔ وزیراعظم نے کہا ہو کہ متنازعہ شخصیت کو اس عہدے پر برقرار رکھنا مناسب نہیں۔ 2۔ چین نے ہٹانے کا مطالبہ کیا ہو۔ 3۔ فوج نے تنازعہ سے خود کو الگ رکھنے کے لیے یہ اقدام کیا ہو۔ البتہ اس منصوبے کو نقصان پہنچانے کے لیے انڈیا اور امریکہ وغیرہ سازشیں کریں گے لیکن ہمیں امید کرنی چاہیے کہ خالد منصور جن کو اس منصوبے کے حوالے سے اسپیشل اسسٹنٹ بنایا گیا ہے وہ توقعات پر پورا اتریں گے۔ انہیں ابھی چیئرمین نہیں بنایا گیا کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی قانونی پیچیدگیاں ہوں۔ چین کے قونصل جنرل نے کہا ہے کہ چین کو اس منصوبے میں اس طرح کی سپورٹ نہیں مل رہی جیسی ملنی چاہیے۔ سی پیک پاکستان کی لائف لائن ہے اس کے لیے ہماری سول اور عسکری قیادت کو بہت اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔

سوال: آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کے حالیہ الیکشن میں پی ٹی آئی کو بھاری اکثریت سے کامیابی ملی۔ یہ بتائیے کہ آزاد کشمیر کی اسمبلی، پاکستان کے کشمیر کے حوالے سے اُصولی مؤقف اور کشمیر کے مسلمانوں کے اقوام متحدہ کی طرف سے تسلیم شدہ حقِ خودارادیت کے تناظر میں کتنی اہمیت کی حامل ہے؟

رضاء الحق: کشمیر کے حوالے سے پاکستان کا اصولی موقف ہے جو پہلے دن سے ہے۔ قائداعظم نے فرمایا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور پوری دنیا جانتی ہے کہ بھارت نے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے لوگ اپنے حقِ خودارادیت کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اور ان کو یہ حق حاصل ہے۔ چاہے وہ سیاسی جدوجہد ہو یا عسکری جدوجہد ہو۔ یہ انٹرنیشنل لاء کے اندر موجود ہے کہ غاصبانہ قبضہ سے آزادی کے لیے عسکری جدوجہد لوگوں کا حق ہے۔ مسئلہ کشمیر میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ کشمیریوں کی رائے کا احترام کیا جائے اور کشمیری اپنی رائے پہلے ہی دے چکے ہیں کہ وہ انڈیا کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے۔ جب ہم آزاد کشمیر کی بات کرتے ہیں تو اس کا

معاملہ مقبوضہ کشمیر سے تھوڑا مختلف ہے۔ آزاد کشمیر کے لوگ پاکستان سے دور نہیں ہونا چاہتے۔ جبکہ مقبوضہ کشمیر کے عوام انڈیا سے الگ ہونا چاہتے ہیں اور اس کے لیے باقاعدہ تحریک چلا رہے ہیں۔

بلکہ وہاں کے لوگ یہ نعرے لگا رہے ہیں کہ ''پاکستان سے رشتہ کیا: لاالٰہ الا اللہ''۔ اسی طرح کشمیر بنے گا پاکستان وہاں کا مشہور نعرہ ہے۔ آزاد کشمیر میں الیکشن ہوتے ہیں اور وہاں لوگ ممبر منتخب ہو کر اسمبلی میں جاتے ہیں اور وزیراعظم بھی بن جاتا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ کشمیر کا مسئلہ ایک قومی ایشو ہے اس کو قومی ایشو کی طرح ہی لے کر آگے چلنا چاہیے۔ وہاں جو بھی حکومت میں آئے کشمیر کاز کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ ورنہ وہ کشمیریوں سمیت پوری قوم کے ساتھ ظلم ہوگا۔ کشمیریوں کو چاہیے کہ وہ آزاد کشمیر میں ہوم گرون لیڈرشپ سامنے لے کر آئیں جس طرح کہ مقبوضہ کشمیر کی لیڈرشپ ہے۔ ایسی لیڈرشپ ایک موقف اپناتی ہے اور اس کو پوری دنیا میں لے کر جاتی ہے۔ پاکستان کشمیر کے ایشو کو بہت زیادہ اٹھا رہا ہوتا ہے لیکن جب کشمیر کی ہوم گرون لیڈرشپ خود کیس کو لے کر دنیا کے سامنے جائے گی تو عالمی میڈیا میں بھی ان کو ایکسپوژر ملے گا کیونکہ آج کل میڈیا بہت بڑا ہتھیار ہے جس سے آواز اٹھائی جاسکتی ہے۔ بہرحال آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی بننے کے بعد وہاں کی لیڈرشپ حق خودارادیت کا کیس پوری دنیا میں اٹھائے اور بھارت پر پریشر بڑھائے تاکہ دنیا کو پتا چلے کہ یہ کشمیر کے اندر سے اٹھنے والی آواز ہے یعنی یہ پاکستان نہیں کہہ رہا بلکہ یہ کشمیریوں کی اپنی آواز ہے۔

حسن صدیق: آزاد کشمیر میں ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ وفاق میں جو پارٹی حکومت میں ہوتی ہے آزاد کشمیر میں بھی وہی پارٹی الیکشن میں کامیاب ہوتی ہے۔ unity of command کے لحاظ سے یہ اچھا بھی ہے کہ پالیسی بنانے میں آسانی ہوتی ہے۔ کشمیر پاکستان کے ساتھ قدرتی طور پر ایسے جڑا ہوا ہے کہ اگر کشمیری خود بھی چاہیں تو خود کو پاکستان سے الگ نہیں کر سکتے لیکن ہم لوگوں نے اس چیز کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اگر ہم مقبوضہ کشمیر کی ترقی و تعمیر کو دیکھیں تو اس کا موازنہ آزاد کشمیر سے کیا ہی نہیں جاسکتا۔ بھارت کو اس لیے بھی وہاں یہ کرنا پڑا کیونکہ وہاں بھارت کے خلاف نفرت پائی جاتی تھی۔ اس کو کاؤنٹر کرنے کے لیے بھارت نے وہاں ترقیاتی کام کروائے۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ آزاد کشمیر کے لوگوں کو اتنا facilitate کرے کہ وہ خود اپنی آواز اٹھا سکیں اور اپنے تعمیراتی کام کر سکیں۔ اگر وہاں ترقیاتی کام ہوں گے تو مقبوضہ کشمیر کے لوگ بھی چاہیں گے کہ وہ ان سے آ کر ملیں۔

سوال: پاکستان اگر اس طرح کشمیر میں انوسٹ کرتا ہے تو اس کا انڈیا کو بھی نقصان ہوگا؟

حسن صدیق: بالکل! میں اس کی مثال دیتا ہوں۔ کشمیر سے ابھی تک کوئی کرکٹر پاکستان کی ٹیم میں نہیں کھیلا۔ اس وقت پاکستان ایک کشمیر پریمیر لیگ کروانے جا رہا ہے جس میں بہت سے انٹرنیشنل کرکٹرز بھی حصہ لے رہے ہیں۔ ایک انٹرنیشنل کرکٹر نے ٹویٹ کیا کہ انڈین کرکٹ بورڈ مجھ پر پریشر ڈال رہا ہے کہ میں اس میں حصہ نہ لوں ورنہ آئی پی ایل سے ان کو فارغ کر دیا جائے گا۔ اس وقت انڈیا کی کوشش ہے کہ آئی سی سی کشمیر پریمیر لیگ کو منظور نہ کرے اور اس کے خلاف وہ ہر جگہ بیانات دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر کشمیر پریمیر لیگ ہوگی تو اس کے اثرات مقبوضہ کشمیر کے لوگوں میں زیادہ پڑیں گے کیونکہ وہاں کے بہت سارے خاندان ایسے ہیں جن کے رشتہ دار یہاں کشمیر میں رہتے ہیں۔ حالانکہ کرکٹ ایک گیم ہے لیکن وہ انڈیا کو برداشت نہیں ہو رہی۔ اسی طرح کشمیر کا کوئی بیوروکریٹ ہو تو وہ اچھے طریقے سے کشمیر کا کیس دنیا میں اٹھا سکتا ہے۔ جیسے آزاد کشمیر کے صدر سردار مسعود خان ایک بیوروکریٹ تھے جنہوں نے کشمیر کا کیس بڑے اچھے طریقے سے دنیا میں اُجاگر کیا۔ اسی طرح اگر ہم کشمیریوں کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں مدد دیں گے اور پھر ان کی اپنی اکانومی ہوگی تو ان کی دنیا میں اچھے طریقے سے سنوائی ہوگی۔

سوال: بھارت کے مقبوضہ کشمیر میں ظالمانہ اقدامات کے خلاف دنیا کی خاموشی کب تک رہے گی اور اس کا حل کیا ہے؟

حسن صدیق: 5 اگست کے واقعہ کے بعد پاکستان نے جس طرح کی ڈپلومیسی اختیار کی میں نے اپنی زندگی میں اتنا جارحانہ ڈپلومیٹک موقف پاکستان کا کسی بھی معاملے میں نہیں دیکھا۔ جس طرح 5 اگست کے بعد ہمارے وزیراعظم نے بھی ملکی اور بین الاقوامی فورمز پر بہت مضبوط تقریریں کیں لیکن افسوس کہ عملی طور پر دو سال کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کا کوئی فائدہ ہمیں نہیں ہوا۔ ٹھیک ہے پوری دنیا کے سامنے مسئلہ کشمیر ہائی لائٹ ضرور ہوا وہ پہلے بھی ہوتا رہا لیکن اس دفعہ تھوڑا زیادہ ہوا۔ لیکن نتیجہ کے طور پر دیکھیں تو نہ انڈیا اپنے اقدامات واپس لینے پر مجبور ہوا، نہ کشمیر میں کوئی ایسی مزاحمت سامنے آئی جس سے انڈیا کے لیے مشکل کھڑی ہو بلکہ حال ہی میں فارن پالیسی میگزین میں ایک مضمون چھپا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ 5 اگست والے واقعہ کے بعد بھارت مقبوضہ کشمیر میں مزید مضبوط ہو گیا ہے۔ اس نے لکھا کہ اس کے بعد وہاں پر تشدد واقعات میں 59 فیصد کمی آئی ہے۔ حالانکہ دو سال پہلے نیویارک ٹائمز میں مودی کے خلاف بڑے سخت بیانات آنا شروع ہو گئے تھے لیکن اب چونکہ امریکہ انڈیا کے ساتھ کھڑا ہے اور وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو اور وہ پاکستان کے حق میں جائے کیونکہ اگر استصواب رائے ہوا تو وہ پاکستان کے حق میں جائے گا۔ پاکستان کو اب یہ کرنا چاہیے کہ عوامی سطح پر ہم متحد ہوں اور متحد ہونے کے لیے ہمارے پاس اسلام رہ جاتا ہے۔ ہمارا کشمیر پر جو دعویٰ ہے وہ صرف اسلام کی بنیاد پر ہے۔ جیسے علامہ اقبال نے کہا تھا:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

ہمارے تمام مسائل کا حل آپس میں اتحاد میں ہے۔ بلوچستان میں آزادی کی موومنٹس ہوں، کشمیر کا مسئلہ ہو، پشتونوں کا مسئلہ ہو ان سب کو حل کرنے کے لیے ہمیں ایک ہونا پڑے گا اور ایک ہم صرف اسلام کی بنیاد پر ہو سکتے ہیں۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ خطاب

فرید اللہ مروت

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب کا شمار نہایت جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ یہ حضرت عمر فاروق ؓ کی بہن ہیں۔ بعثت نبوی کے بالکل ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ان پر بے حد اعتماد تھا۔

نام ونسب

نام فاطمہ، کنیت اُمِ جمیل، لقب امیمہ اور سلسلۂ نسب یوں ہے: فاطمہ بنتِ خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی بن فہر بن مالک، جب کہ والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن المغیرہ تھا۔ ویسے تو خطاب بن نفیل نے کثرتِ اولاد کے لیے کئی شادیاں کیں اور اُن کے 14 بچے تھے، لیکن حضرت عُمر فاروق ؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں کی والدہ حنتمہ بنتِ ہاشم تھیں۔ ان دونوں بہن بھائی کے درمیان بے حد محبت تھی۔ حضرت فاطمہؓ کا تعلق قبیلہ بنوعدی سے تھا اور اُن کا سلسلۂ نسب نویں پشت میں کعب بن لوئی پر نبی کریم ﷺ سے جاملتا ہے۔

شادی اور قبولِ اسلام

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اُن کے چچازاد، حضرت سعید بن زید ؓ سے ہوا، جو قریش کے عام نوجوانوں سے یک سر مختلف تھے۔ نہایت شریف النفس، ذہین، سُوجھ بُوجھ والے اور بہترین اخلاق کے مالک تھے۔ اُنہوں نے خود کو خرافات سے بچا رکھا تھا۔ بُت پرستی اور شرک سخت ناپسند تھے اور ہمیشہ اس سے دُور رہے، چنانچہ جب اسلام کا پیغام کانوں تک پہنچا، تو بیوی کا ہاتھ پکڑا اور حضرت صدیقِ اکبر ؓ کی اقتدا میں بارگاہِ نبویؐ میں جا پہنچے، یوں ''سابقون الاوّلون'' کے اعزاز کے مستحق ٹھہرے۔ یہ اُن دنوں کی بات ہے، جب آنحضرت ﷺ ابھی دارِ ارقم منتقل نہیں ہوئے تھے۔

حضرت سعید بن زید ؓ اللہ کے رسول ﷺ کی جانب سے جنّت کی بشارت پانے والے دس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عشرہ مبشرہ میں بھی شامل ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سعید ؓ نے حضرت عُمر ؓ کے خوف سے قبولِ اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا۔ اسی خوف کی بنا پر دونوں نے حبشہ کی طرف بھی ہجرت نہیں کی، لیکن اس کے باوجود محض شک کی بناء پر حضرت سعید ؓ ظلم وستم کا نشانہ بنتے رہتے تھے۔

سیّدنا عُمر فاروق ؓ جب اپنے قبولِ اسلام کا ذکر کرتے، تو فرماتے، ''میرے مسلمان ہونے میں فاطمہؓ اور سعیدؓ کی عزیمت، اخلاص فی الدّین کا بڑا حصّہ ہے۔''

حضرت عمر ؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ

تاریخ کی کتابوں میں حضرت عمر ؓ کے اسلام لانے کا واقعہ کچھ اس طرح ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر ؓ ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر حضور ﷺ کو قتل کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں حضرت نعیم ؓ ملے۔ پوچھا عمرؓ کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا (نعوذ باللہ) محمد ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ ہے۔ آپؓ نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔ تمہاری بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعید بن زید ؓ دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر ؓ جوشِ غضب سے بے قرار ہو کر بہن کے گھر پہنچے۔ دروازے پر دستک دی۔

خاتونِ خانہ دستک کے اس مخصوص انداز سے بخوبی واقف تھیں، لیکن آج اس کا بے ہنگم ساز کسی طوفان کی آمد کا پتا دے رہا تھا۔ گھر میں اُس وقت حضرت خباب ؓ موجود تھے جو دونوں میاں بیوی کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ جنہیں جلدی سے گھر کے پچھلے حصّے میں چُھپا دیا گیا۔ دوبارہ دروازہ پیٹنے کی آواز نے مزید سہما دیا اور پھر آخر وہی ہوا، جس کا ڈر تھا۔

خاتون نے جلدی سے دروازہ کھولا، تو سامنے بھائی کھڑا تھا، جس کے ماتھے پر سلوٹیں، چہرے پر کرختگی، شدید غصّے کے سبب آنکھوں میں خون اور ہاتھوں میں برہنہ شمشیر تھی۔ بہن کو پرے دھکیل کر گھر کے اندر داخل ہوا اور غضب ناک لہجے میں کہا'' تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟'' ابھی جواب بھی نہ ملا تھا کہ آگے بڑھ کر بہنوئی کا گریبان پکڑا اور اُس پر ٹوٹ پڑے۔ بولے'' مجھے معلوم ہو چُکا ہے کہ تم لوگ اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ کر مرتد ہو چکے ہو۔'' خاتون اپنے زخمی شوہر کو بچانے کے لیے آگے بڑھیں، تو طیش میں آ کر اُن کے سر پر بھی ایک زوردار ضرب لگائی، جس سے خون کا فوارہ چھوٹ پڑا۔

ایسے میں معبودِ برحق نے خاتون کو قوتِ گویائی عطا فرمائی۔ خون سے سُرخ چہرے اور آنکھوں سے برستے آنسوؤں کے ساتھ بھائی کی جانب دیکھا، پھر نہایت پُرعزم انداز میں وہ ایمان افروز الفاظ کہے، جنھوں نے بھائی کو جھنجھوڑ ڈالا۔ بولیں'' عُمر! تم جس خطاب کے بیٹے ہو، میرے بدن میں بھی اُسی باپ کا خون دوڑ رہا ہے۔ ہاں! ہم دونوں میاں، بیوی نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اب چاہے تم ہمیں جان سے مار ڈالو، لیکن ہمارے دِلوں سے اللہ اور اُس کے پیغمبر، حضرت محمد ﷺ کی محبت ختم نہ کر پاؤ گے۔'' نڈر و بے خوف بہن ہمت و استقلال کی تصویر بنی سامنے کھڑی ہے، شمشیر برہنہ قریب ہی پڑی ہے۔ ایک نظر شمشیر پر ڈال کر بہن کی جانب دیکھتے ہیں۔

ماں جائی معصوم بہن، ہو بہو ماں کا عکس، چہرہ لہولہان، کپڑے خون میں نہائے ہوئے، آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب، جُھکی نگاہوں میں ایمان کی چمک، چہرے پر پاکیزہ نور کی جھلک، مجسّم صبرو استقامت......! عُمر کی حیران و پریشان نگاہیں اُس بہن کی متلاشی ہیں، جو اُن کے سامنے گویا گونگی تھیں اور فرماں بردار بھی۔ پھر مکّے کے جاہلانہ معاشرے میں صنفِ نازک کا بولنا تو دُور کی بات، اُنہیں تو زندہ رہنے کا بھی حق نہ تھا۔ عُمر حیران تھے کہ آخر حضرت محمد ﷺ کے پاس ایسا کون سا کلام ہے، جس نے بے زبانوں کو بھی زبان دے دی۔

وہ بہن، جو بھائی کے سامنے پلکیں اُٹھانے کی جرأت نہ کرتی تھی، آج ببانگ دہل اپنے مسلمان ہونے پر فخر کر رہی ہے۔ عُمر کے دل کے کسی گوشے میں حق وسچائی کی کرن انگڑائی لے کر بیدار ہوئی، اپنی زورآوری اور طاقت پر گھمنڈ کرنے والے کا غصّہ بہن کے آنسوؤں میں بہہ گیا۔ کبھی بہن کے چہرے کو دیکھتے، تو شرمندہ ہو جاتے اور کبھی بہن کے عزیمت بھرے الفاظ پر غور کرتے، تو پیشانی پر

آئے پسینے کے قطروں میں اضافہ ہوجاتا۔ ماں جائی کی محبت دِل کو پسیجتی رہی اور عُمر کے چہرے کی کرختگی، پیار و الفت میں بدلتی رہی۔ احساسِ ندامت نے نظریں جُھکانے پر مجبور کردیا۔

شکست خوردہ لہجے میں بولے ''فاطمہ! تم کیا پڑھ رہی تھیں، مجھے بھی دو۔'' بہن کو لگا کہ جیسے بھائی کے اندر کا بُت پاش پاش ہوچُکا ہے۔ خون سے سُرخ چہرہ خوشی سے گلنار ہوگیا۔ جلدی سے بولیں ''عُمر! یہ پاک کلام ہے، اسے پاک لوگ ہی چُھو سکتے ہیں۔'' اور پھر چشمِ فلک نے دیکھا کہ کفّار کے سب سے اہم سردار اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن نے مسلمان بہن کے حکم پر بلاچوں چراں عمل کیا۔ عُمر مکّے کے چند پڑھے لکھے لوگوں میں سے ایک تھے۔

جب سورۂ طٰہٰ کی آیات پڑھیں، تو دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ بے اختیار بول اٹھے ''مااحسن الکلام'' یعنی ''کتنا پیارا کلام ہے۔'' وہ ہاتھ میں برہنہ تلوار لیے نعوذ باللہ شمعِ رسالتؐ بُجھانے نکلے تھے، لیکن دارِارقم پہنچ کر سرکارِ دو عالم ﷺ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور یوں اللہ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کی دُعا کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمایا اور حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے اسلام کے عظیم سپہ سالار، خلیفہ راشد، نبی آخرالزماں ﷺ کے دستِ راست کے مشرف بہ اسلام ہونے کا ثواب، حضرت فاطمہ بنتِ خطاب رضی اللہ عنہا کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا۔

اسلام کے لیے قربانی

نبی کریم ﷺ کو تبلیغِ عام کا حکم ملا، تو آپ ﷺ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر صدائے حق بلند فرمائی، جسے سُن کر اہلِ قریش جان کے دشمن ہوگئے۔ ایک دن صبح سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ تشریف لے گئے۔ قریش کے تقریباً سب ہی سردار وہاں موجود تھے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے موقع غنیمت جانا اور اسلام کی دعوت دے ڈالی۔ ابھی اُن کی گفتگو ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ قریش نے اُنہیں گھیر کر زدوکوب کرنا شروع کردیا، لیکن عبدالمناف، بنوہاشم اور ابوطالب کے خوف سے حضور ﷺ کو ہجوم سے الگ کردیا۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ زخموں سے چُور زمین پر پڑے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ اپنے جوتوں سمیت اُن کے چہرۂ مبارک پر چڑھ گیا۔

تکلیف کی شدت سے آپؓ بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش آیا تو بولے ''مجھے میرے رسولؐ کے بارے میں بتاؤ۔'' والد اور والدہ نے کھانے پر اصرار کیا، تو اُنہوں نے قسم کھالی کہ جب تک حضور ﷺ کے بارے میں معلوم نہ ہوگا، کچھ نہیں کھاؤں گا۔ والدہ، اُمّ الخیر بیٹے کی حالت دیکھ کر نہایت غم گین تھیں، تڑپ کر بولیں ''اے جانِ جگر! میں اُن کے بارے میں کس سے معلوم کروں؟'' بولے ''امّاں! خاموشی سے اُمِّ جمیلؓ (حضرت فاطمہؓ) کے گھر چلی جائیں اور میرا نام لے کر حضور ﷺ کے بارے میں پوچھنا۔'' ماں فوراً اُن کے گھر کی طرف چل پڑیں۔

جب اُمِّ جمیلؓ نے تفصیل سُنی، تو کچھ کہے بغیر اُن کے ساتھ گھر آگئیں۔ حضرت صدیقِ اکبرؓ نے اُنہیں دیکھا، تو بے تابی سے بولے ''اُمِّ جمیلؓ، حضور ﷺ کس حال میں ہیں؟'' جواب دیا ''اللہ کا شُکر ہے، خیریت سے ہیں۔'' پھر سوال کیا ''اس وقت کہاں ہیں؟'' جواب ملا ''دارِارقم میں تشریف فرما ہیں۔'' فرمایا ''اللہ کی قسم! جب تک اُنہیں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں، کچھ کھاؤں گا اور نہ ہی کچھ پیوں گا۔'' بالآخر رات کا اندھیرا ہونے پر اُمِّ جمیلؓ اور اُمّ الخیر اُنہیں سہارا دے کر دارِارقم لے گئیں۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آبدیدہ ہوگئے اور آپؐ کی پیشانی چوم لی۔

ہجرتِ مدینہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے شوہر نے آپؐ کے حکم پر مدینہ منوّرہ ہجرت کی اور مشہور صحابیؓ حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا، لیکن جلد ہی مدینے میں اپنا گھر بنا کر اُس میں منتقل ہوگئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے شوہر نے تمام اہم غزوات میں شرکت کی اور میدانِ جنگ میں مجاہدین کے شانہ بشانہ اہم خدمات سرانجام دیں۔

اولاد

حضرت فاطمہؓ بنتِ خطاب کی اولاد کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ اکثر مؤرخین نے اُن کے چار بیٹوں کا ذکر کیا ہے، جن کے نام عبدالرحمٰن، عبداللہ، زید اور اسود بتائے گئے ہیں۔

وفات

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے طویل عُمر پائی۔ اُن کا انتقال اپنے بھائی امیر المومنین حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا اور جنّت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبّت کرتے تھے۔ صحابہؓ کی نظروں میں یہ ایک مثالی جوڑا تھا۔ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد اُنہیں اکثر یاد کرتے اور اُن کا ذکرِ خیر کرتے۔ بیوی کے انتقال کے بعد مستقل طور پر کوفہ منتقل ہوگئے اور وہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اُن کا انتقال ہوا۔

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(29 تا 31 جولائی 2021ء)

جمعرات (29 جولائی 2021ء) کو امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (30 جولائی 2021ء) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (31 جولائی 2021ء) کو طے شدہ پروگرام کے تحت حلقہ KPK جنوبی کے دورہ کے لیے کراچی سے اسلام آباد روانگی ہوئی۔ اسلام آباد سے امیر حلقہ شمیم خٹک اور ناظم دعوت عبدالناصر صافی کے ہمراہ پشاور پہنچے۔

تہذیبی جنگ فیصلہ کن دوراہے پر

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہمسایہ افغانستان میں طوفانی ہلے میں یکے بعد دیگرے شمال کے طول وعرض میں صوبائی دارالحکومت طالبان کے قبضے میں آتے چلے جا رہے ہیں۔ شبرغان، قندوز، سرِ پل، طالقان کے بعد ایک (سمنگان) بغیر جنگ کے گفت وشنید کے ذریعے سرنگوں ہوگیا۔ قتل وخون سے بچنے کے لیے گورنر نے شہر سے فوجیں ہٹالیں۔ اس کے بعد پل کھمری (بغلان) اور فراح۔ یہ آٹھواں دارالحکومت ہے جو طالبان نے فتح کیا اور مزید تین تیار ہیں۔ کابل حکومت سراسیمہ ہوئی بیٹھی ہے۔ باہم پھوٹ، الزام تراشی، اختلاف کا شکار۔

دوسری طرف اس فضا میں افغان ارکان اسمبلی نے اشرف غنی پر بدعنوانی کے الزامات عائد کیے ہیں۔ یہ تو شاہ محمود قریشی نے بھی توجہ دلائی تھی کہ دنیا دیکھے سوچے کہ اتنا بے پناہ پیسہ افغانستان میں بہایا گیا، وہ کہاں گیا؟ افغان حکومت اور فوج کی ملک بھر میں بدعنوانی اور بدنظمی نے عوام کو بے زار اور مایوس کر رکھا ہے۔ یہ بھی طالبان کی فتوحات میں مدد دینے والا عنصر ہے۔ تمام تر حکومتی اور امریکی پراپیگنڈے کے باوجود بلخ کے تعلیمی افسران نے مزارشریف کے اضلاع میں پژواک افغان نیوز کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ جہاں طالبان کا کنٹرول ہوگیا ہے وہاں بھی تمام اسکول کھلے ہیں، امتحانات جاری ہیں۔ طالبان کا تعلیمی کمیشن ان علاقوں میں کام کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ لڑکیاں اسلامی حجاب کا اہتمام کرتے ہوئے اپنی تعلیم جاری رکھیں۔ اس اثناء طالبان کی تیز رفتار پیش قدمی کے ہنگامے پر سلامتی کونسل کو ہنگامی اجلاس بلانا پڑا۔ اب واویلا یہ تھا کہ ’’انسانی المیے سے بچنے کے لیے عالمی برادری آگے بڑھے‘‘۔ ’’صورت حال کا کوئی فوجی حل نہیں، افغان جنگ تباہ کن مرحلے میں پہنچ گئی ہے‘‘۔ ملاحظہ ہو دوغلا پن۔ 2001ء میں انسانی المیہ برپا نہ ہوا جب جنگوں کے مارے افغانستان پر تاریخ کی مہلک ترین، طویل ترین جنگ مسلط کرنے کو عالمی برادری فوجوں کی بارات لے کر آتری تھی! اُس وقت فوجی حل مسلط کیا گیا تھا۔ 20 سال مسلسل تباہ کن ترین ہتھیاروں کو آزمایا گیا تو وہ مراحل تباہ کن نہ تھے! امریکی ترجمان نے بھی اب سٹپٹا کر کہا: ’’اگر بزور طاقت کابل پر قبضہ کیا/حکومت حاصل کی تو دنیا قبول نہیں کرے گی۔‘‘ حالانکہ آپ جنگی طاقت کے بل پر داخل ہوئے تھے اور طالبان کی جائز قانونی مقبول حکومت کو بے دخل کیا تھا۔ وہ اب اسی دروازے سے واپس آ رہے ہیں تو آپ ’’قبول ہے‘‘ کہنے پر راضی نہیں؟ 2 کھرب ڈالر اور لاکھوں انسانی جانوں کے اتلاف پر، ملک افغانان کی تباہی اور کھنڈرات پر گنجی، کانی، لولی لنگڑی دوسروں والی جمہوریت آپ لائے۔ عبداللہ عبداللہ اور اشرف غنی شریک جمہوریت ٹھہرے۔ ان 20 سالوں میں امریکی سپر پاوری کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ روس کو سنبھلنے اور چین کو سپر پاوری میں معاشی قوت بن کھڑے ہونے کا موقع مل گیا!

طالبان قوت بن کر ابھرے، پھیلے ہوئے ہیں تو اقوام متحدہ کے پیروں تلے بھی زمین نکلی جا رہی ہے۔ بوکھلاہٹ میں بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی! یہ راز افغانستان پر حملہ آور تمام افواج، ان کے پشت پناہ مسلم ممالک، سیکولر دنیا میں مشترک ہے۔ اور وہ یو این کا یہ کہنا ہے کہ: ’’اسلامی نظام قبول نہیں کریں گے۔‘‘ مگر کیوں نہیں کریں گے؟ جہاں جہاں طالبان نے قدم رکھا ہے وہاں امن قائم ہوگیا ہے۔ ترجمان سہیل شاہین نے جیسے کہا: غیر جانبدار صحافی اور تعمیراتی کمپنیاں بلاخوف اپنا کام جاری رکھیں۔ سفارت خانوں کو پہلے یقین دہانی کروا چکے۔ یہ بھی کہہ چکے کہ ’’اسلام آزادی اظہار کی جو اجازت دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ مثلاً: جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی حوصلہ افزائی اور تحسین، یہ سب دی جائے گی۔ عورت کو اُس کے حقوق دیے جائیں گے۔‘‘ جو مغربی حقوقِ نسواں سے بہت زیادہ ہے۔ مغرب تو عورت بے چاری کو تن ڈھانپنے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ یقین نہ آئے تو یورپی ہینڈ بال چیمپئن شپ کا حال دیکھیے۔ بلغاریہ میں ناروے کی کھلاڑی عورتوں نے بکنی (Bikini) کی دھجیوں کی جگہ ذرا ادھوری چپہ بھر کی ادھ موئی ٹی شرٹ نما اور شارٹس پہن لیں تو انہیں 1500 یورو جرمانہ ہوگیا ’’خود کو ڈھانپنے‘‘ کے جرم میں۔ انضباطی کمیشن نے اسے ’’نامناسب لباس‘‘ کیس بنا دیا۔ اتنا زیادہ لباس کیوں پہنا؟ خواتین نے احتجاج کیا، برا مانا۔ کہا: بس کر دو بس۔ بہت ہوگیا! مگر انتظامیہ کا کہنا تھا کہ کم لباسی سے استعداد بڑھ جاتی ہے اور کھیل پُرکشش ہوجاتا ہے، لہٰذا بکنی پہننا لازم ہے! شرمناک! المناک! دنیا کو اسلام اس لیے ناقابل قبول ہے کہ عورت برہنگی کے جبر سے آزاد مہذب اور معزز ہوجائے گی۔ فیشن، فلم، اشتہار بازی/ سازی، میک اپ، سبھی صنعتیں ٹھپ ہوجائیں گی۔ نور مقدم پارٹنر شپ ختم ہوگی۔ اربوں کھربوں ڈالر کی سیاست بازی، جمہوریت کی انڈسٹری ٹھپ ہوجائے گی۔ وی آئی پی کلچر کا نام ونشان نہ رہے گا۔ خط غربت سے نیچے عوام کو بٹھا کر دادِ عیش دیتے حکمرانوں کا ناطقہ بند ہوجائے گا۔

پچھلے دور میں معاشی پابندیوں تلے انہیں جکڑا تھا تو حکمران (طالبان) عوام کے ساتھ خط غربت تلے بیٹھے قہوے سے روٹی کھاتے تھے۔ سفید ہاتھیوں کی حکمرانیاں، جن کے سموں تلے عوام کا جمہوری سرمہ بنتا ہے، ختم ہونے کے اندیشے ہیں۔ شراب، زنا، لوٹ مار، قتل وغارت ختم ہونے میں عوام کا سکھ اور امن ہے۔ اسی لیے وہ ہتھیار ڈال کر صوبہ در صوبہ، ضلع در ضلع طالبان کی حکمرانی قبول کر رہے ہیں۔ کیا اسی کا نام جمہوریت نہیں؟ عوام کی پسند کی حکومت، عوام کی فلاح کے لیے! اسلام کی حکمرانی مقتدر طبقے کے لیے بھاری ہوتی ہے اور عوام الناس کے لیے عین راحت، امن اور انصاف لاتی ہے۔ اسی لیے استحصالیوں کے غلام ادارے نے پکار دی کہ ہم یہ قبول نہیں کریں گے۔ اسلامی حکومت انسان کو انسان کی غلامی کے شکنجے سے آزاد کر کے اسے ایک اللہ کی حکمرانی اور صرف اپنے خالق کی عافیت بخش غلامی تلے لاتی ہے۔

یاد کیجیے امریکا کے جمہوریت کے نام پر ستائے ہوئے عوام کی احتجاجی تحریک، OWS (’وال اسٹریٹ پر قبضہ کرو‘) جو 2011ء میں امریکی عوام کے معاشی استحصال کے خلاف اٹھی اور دنیا کے کئی ممالک میں پھیل گئی۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ 99 فیصد عوام کی کمائی ایک فیصد امریکیوں کے ہاتھ میں مرتکز ہوجاتی ہے۔ اگرچہ ’جمہوریت‘ نے اس تحریک کو دبا لیا، تتر بتر کر دیا، مگر حقیقت آج بھی یہی ہے جس کا مداوا صرف اسلام میں ہے، جو اُمراء کی دولت کو گردش میں لاتا اور محروم طبقات کی طرف اس کا رخ پھیرتا ہے۔ طالبان اس ایک فیصد کے لیے شدید خطرے

کی علامت ہیں پوری دنیا میں! چنانچہ امریکا دوحہ معاہدہ بھلا کر انخلاء کے باوجود B-52 طیاروں سے طالبان اور شہریوں پر بمباری کرکے اسے کچل رہا ہے اور پسپائی کا انتقام بھی لے رہا ہے۔ اس پر دوحہ طالبان کے سیاسی دفتر سے ترجمان نعیم وردک نے امریکا کو متنبہ کیا ہے کہ وہ مداخلت بند کرے۔ اس وقت جاری جنگ مختلف اطراف میں افغان حکومت کے شروع کردہ آپریشنوں پر جوابی کارروائی ہے۔ حکومتی پسپائی پر اب امریکی طیارے جنگ میں کود پڑے ہیں جس کا نوٹس دوحہ دفتر نے لیا ہے۔

ادھر پاکستان میں نور مقدم کیس کی ہولناکی سے نئی نسل کو بچانے کے لیے تھانہ کورال پولیس نے بروقت اقدام کیا۔ نجی سوسائٹی میں چھاپہ مار کر جاری ڈانس پارٹی سے منتظمین، لڑکے لڑکیاں گرفتار کر لیے۔ بھاری مقدار میں شراب اور نشہ آور گولیاں برآمد کرلیں۔ یہ ہے وہ تربیت گاہ جہاں پارٹنرشپ سکھائی، پروان چڑھائی جاتی ہے۔ عیاش نوجوانوں کے لیے لڑکیاں فراہم ہوتی ہیں۔ والدین کہاں ہیں؟ یہ ہے وہ طبقہ جس کے تحفظ کے لیے گھریلو تشدد بل پاس کیا جا رہا ہے۔ اس بل کے بعد، روکنے، کنٹرول کرنے، پوچھ گچھ کرنے والے والدین، متشدد (یہ 'دہشت گرد' جیسی مغربی اصطلاح ہے۔ حرام کاری سے روکنے والا 'متشدد' ہے۔) قرار پائیں گے۔ یہ پارٹی نوجوانوں کا حق ہوگی۔ باپ کو GSP ٹریکر والا کڑا پہنایا جائے گا۔ یعنی چوڑیاں پہن کر چپکا بیٹھے، غیرت پامال رہے اور دیوث کامل ہو۔ سینیٹ نے کھلی آنکھوں سے یہ بل منظور کیا۔ لڑکیاں نور مقدم، ماڈل نایاب یا خدانخواستہ برطانیہ پلٹ مائرہ بن کر قتل ہوتی رہیں۔ ڈانس پارٹی تصاویر ان کی بھی مذکورہ بالا واقعے کی طرح میسر ہیں۔ فرق صرف ایلیٹ کلاس (یا ڈیلیٹ کلاس کہہ لیجیے) یا نسبتاً نچلے طبقات کا ہے۔ مقصود خاندانی نظام کی تباہی، اقدار، تہذیب کا ملیامیٹ کیا جانا ہے۔ خوفناک واقعات کا تسلسل جاری ہے۔ 4 لڑکیوں کا اغوا اور اس کی اذیت ناک کہانی کمترین عمر کی لڑکیوں کی۔ FATF کی گرے/سفید لسٹ کے ہاتھوں یہ 'فیئر اینڈ لولی' کہانی چل رہی ہے۔ اپنی تہذیبی کھال نوچ کر گورے کے قدموں میں ڈالنے کو یہ بل پیش فرمایا ہے۔ ساتھ ساتھ آنکھوں میں دھول جھونکنے والے نیک پاک بیانات اور ریاست مدینہ کی مالا جپ لی جاتی ہے۔ ''قم تسبیح پڑھتے جا رہے ہیں سوئے میخانہ!'' والا دھوکا ہے بس!!

❁❁❁

عصری اور دینی تعلیم ساتھ ساتھ

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

Quran College

FOR BOYS (كلية القرآن)

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ADMISSIONS OPEN

I.C.S, I.Com, Gen.Sci, F.A & B.A

قرآن کالج میں داخلہ لینے والے طلبہ کو اضافی طور پر قرآن وحدیث، عربی گرامر، قراءت اور ابتدائی فقہ پر مشتمل وفاق المدارس کا دوسالہ کورس بھی کروایا جائے گا۔

- میٹرک کے امتحانات سے فارغ طلبہ فوری رابطہ کریں
- کلاسز کا آغاز 30 اگست 2021ء سے کر دیا جائے گا۔
- ہوسٹل میں رہائش کے لیے محدود نشستیں موجود۔
- تجربہ کار اساتذہ کی نگرانی میں معیاری تعلیم۔

برائے معلومات و رابطہ فون:
042-35833637
وٹس ایپ نمبر:
0301-4882395

حافظ عاطف وحید (ناظم اعلیٰ)
ریاض اسماعیل (پرنسپل)

191-A, Ataturk Block,
New Garden Town, Lahore.

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ ازروئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی
''قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس'' سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جارہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ! اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہوچکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-(92-42)35869501 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

فریضہ اقامت دین کی اہمیت اور اس سے عہدہ برآ ہونے کی مختلف صورتیں

مولانا الطاف الرحمٰن بنوی

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے اور وہ بنیادی طور پر تین چیزوں کا مجموعہ ہے، (1) عقائد (2) عبادات (3) معاملات (اجتماعی سطح پر مختلف نظام ہائے حیات، مثلاً معاشرتی نظام، معاشی نظام اور سیاسی نظام، معاملات ہی کی فروع ہیں) جبکہ اخلاقیات کو اس کا چوتھا حصہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے لیکن چونکہ وہ انہی تینوں چیزوں کے درجہ اعتدال یا زیادہ صحیح تر الفاظ میں ان کے مرتبہ احسانی کا نام ہے اس لیے اکثر وبیشتر اس کا مستقلاً ذکر نہیں کیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو اسی لیے مبعوث کیا ہے کہ وہ لوگوں کو قولاً وعملاً اس درجہ احسانی کی تعلیم دیں جس کی بدولت انسانی معاشرہ جنت کا نمونہ بن جائے، ہر شخص آسودہ حال اور مطمئن ہو، کسی کو کسی سے کوئی اذیت وتکلیف نہ پہنچے بلکہ سب ایک دوسرے کے معاون ومددگار ہوں۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحدید کی آیت نمبر 25 میں یوں بیان فرمایا ہے: ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ج﴾ ”ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو بینات کے ساتھ، یعنی واضح نشانیوں، معجزات اور واضح تعلیمات کے ساتھ، اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب نازل کی اور میزان تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں۔“

اس آیت میں کتاب سے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ قولی تعلیمات ہیں اور میزان سے مراد شریعت یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے ان قولی تعلیمات کی عملی تطبیقات ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت وکردار سے ماخوذ ہوتی ہیں۔

مجموعی طور پر انسانیت کا سماجی ارتقاء قرین عقل ونقل ہے، یہی انسانیت کی معراج ہے اور نبی کریم ﷺ کی ایک طویل حدیث کی روشنی میں یہی چیز خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی صورت میں نمودار ہوگی۔

دنیا کی موجودہ مادر پدر آزادی کی تیز رفتاری اور اخلاقی بحران سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ انسانی معاشرت اپنے زوال کے آخری حدود کو چھونے لگی ہے لیکن محولہ بالا ارشاد نبوی ﷺ کی رو سے ہم کو یقین جازم ہے کہ عنقریب ان حالات میں کوئی نہ کوئی ایسا یوٹرن واقع ہوگا جس سے یہ اخلاقی بحران رجعت قہقری پر مجبور ہوگا اور صادق ومصدوق ﷺ کی پیشن گوئی حرف بحرف صادق ہوگی۔

یہ باتیں تو قطعی اور یقینی ہیں لیکن یہ دنیا عالم اسباب ہے اور یہاں کوئی چیز بھی جلی یا خفی اسباب کے بغیر وجود میں نہیں آتی تو انسانی حالات کا یہ بہت بڑا حادثہ بھی کسی سبب بلکہ اسباب کے ایک طویل سلسلے کے بغیر نمودار نہیں ہوگا۔ میں تو بہت عرصے سے یہی سمجھتا آرہا ہوں کہ اس کا بڑا اور فوری سبب تو ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام ہوگا۔ لیکن اس سے پہلے ایک طویل عرصے تک مناسب ذہن سازی اور محبت وپیروکاری کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے مسلسل محنتیں درکار ہوں گی۔ اور یہ محنتیں آج کی ان تنظیموں، جماعتوں اور جمعیتوں کی جدوجہد سے حاصل ہوں گی جو خلافت اور اقامت دین کے نام سے مختلف صورتوں میں سرگرم عمل ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان لوگوں کی پرخلوص سرگرمیاں رائیگاں نہیں جائیں گی بلکہ لوگوں کو کم وبیش کے فرق کے ساتھ اس مثالی معاشرت کی طرف متوجہ اور اس کے حصول کے تگ ودو میں مصروف رکھیں گی۔

حاصل کلام یہ کہ اقامت دین کے فریضے کی ادائیگی کے بغیر وہ مثالی انسانی معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جو اخلاقی ترقی کا نقطہ عروج اور اس دنیا میں انسانوں کی فردوس گم گشتہ کی حیثیت رکھتا ہو، اسی سے اقامت دین کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی واقعہ ہے کہ اقامت دین کی جدوجہد کے لیے اکیلا آدمی کسی طرح بھی کفایت نہیں کرسکتا بلکہ اس کے لیے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہے جو اجتماعیت کے بغیر ممکن نہیں۔ اور چونکہ انسانی افکار کے تنوع اور گوناگونی کی وجہ سے اس میں بالکل یکسانیت ممکن نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کام کے لیے خلوص وللّٰہیت کے باوصف افراد پر مشتمل تنظیموں، جماعتوں اور جمعیتوں کا قیام ناگزیر ہے۔ اگر کوئی شخص پورے اخلاص اور قیاس واجتہاد کے بہت ضروری بنیادی اصول کو جانتے ہوئے کوئی اجتماعیت بناتا ہے یا پہلے سے موجود کسی مناسب اجتماعیت میں شرکت کرتا ہے تو امید ہے کہ وہ عند اللہ اس فریضہ سے سبکدوش ہوگا۔ لیکن چونکہ ہر شخص جماعت سازی کی سکت نہیں رکھتا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی موجود جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو صد فیصد موافق نہ پائے تو اس سلسلہ میں اگر واقعی فکرمندی کے ساتھ کوئی انفرادی طور پر مناسب ممکنہ تدابیر اور سعی کرے گا تو شاید اس کا ذمہ فارغ ہو، واللہ اعلم۔

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کی رہائشی جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال، تعلیم ایم فل اکنامکس، قد "1.'5، پردہ اور صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے، لاہور سے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0343-4230987
0345-4444556

☆ لاہور میں مقیم سید فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم B.S، قد 5 فٹ 3 انچ، خوبصورت، خوب سیرت، کے لیے دینی رجحان رکھنے والے گھرانے سے تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4513673

☆ اوکاڑہ میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ڈاکٹر آف فزیوتھراپی، تفسیر قرآن کلاس جاری، کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-7008467

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I اور II)
کی تقریب تقسیم اسناد (2021ء)

مرتضیٰ احمد اعوان

یہ تقریب 17 جولائی 2021ء کو قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوئی جس کی صدارت صدر انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید نے کی۔ کورسز کے کوآرڈینیٹر محترم سجاد حیدر سندھو نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔ اس تقریب میں کورسز کے طلبہ اور اساتذہ نے شرکت کی۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا جس کی سعادت طالب علم حافظ محمد عدنان نے حاصل کی۔ تلاوت کے بعد استاد محترم ڈاکٹر رشید ارشد نے درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ اہل قرآن کی مانند ہے اس کورس کا مقصد لوگوں کو قرآن کی طرف بلانا ہے۔ اہل قرآن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اہل قرآن ظاہر و باطن میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور مشتبہات سے بچتے ہیں۔ بڑے بڑے گناہوں سے بچتے ہیں۔ وہ اپنے زمانے کی معرفت رکھنے والے ہوتے ہیں اور لوگوں کو فتنوں سے آگاہ کرتے ہیں اور پہلے اپنے اندر اصلاح پیدا کرتے ہیں اور پھر معاشرے کی اصلاح کرتے ہیں۔ دین میں خرابی پیدا ہو جائے تو اس کی اصلاح کرتے ہیں اور اپنی زبان کی حفاظت کرتے ہیں۔

کوآرڈینیٹر محترم سجاد حیدر سندھو نے دونوں کورسز کی سمری بیان کرتے ہوئے کہا کہ پارٹ ون میں 48 طلبہ بشمول 20 طالبات جبکہ پارٹ ٹو میں 14 طلبہ نے داخلہ لیا۔ پارٹ ون میں 17 جبکہ پارٹ ٹو میں 10 طلبہ کامیاب ہوئے۔ اس رمضان المبارک میں مفتی ارسلان محمود نے دورہ ترجمہ قرآن کرایا جس سے طلبہ نے بھرپور استفادہ کیا۔ مفتی ارسلان محمود نے تجوید، ناظرہ، حفظ اور فقہ العبادات کی کلاسیں لیں۔ استاد محترم ڈاکٹر رشید ارشد نے اصطلاحات حدیث، جدیدیت اور اسلام، شمائل النبیؐ اور فکر اقبال کی تدریس کی۔ استاد محترم آصف حمید اور محترم فیاض قیوم شہزاد نے آسان عربی گرامر پڑھائی اور ترکیب قرآن سکھائی۔ استاد محترم مومن محمود نے ترجمہ قرآن مع نحوی وصرفی ترتیب اور سیرت النبیؐ کی تدریس کی۔ استاد محترم محمود حماد نے منتخب نصاب اور تحریکی موضوعات اور استاد محترم حافظ عاطف وحید نے معاشیات اسلام کی تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ پارٹ ٹو میں استاد محترم ڈاکٹر رشید ارشد نے ریاض الصالحین، عقیدہ طحاویہ اور اصول الحدیث، استاد محترم مفتی ارسلان محمود نے اصول الفقہ اور فقہ المعاملات، بیع و شرح کی تعلیم دی۔ استاد محترم مومن محمود نے تفسیر القرآن (عربی تفسیر) اصول تفسیر مقدمہ ابن تیمیہ، احیاء العلوم پڑھائے۔ استاد محترم حامد سجاد طاہر نے عربی کا معلم حصہ سوم و چہارم اور قصص النبیین مکمل پڑھائی۔

اس کے بعد طلبہ نے اپنے تاثرات بیان کیے۔

پارٹ ون کے CR محمد مغیث نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمیں قرآن کو سمجھنے کے لے چنا۔ اساتذہ نے بہت شفقت کے ساتھ صراط مستقیم کو سمجھنے اور اس پر چلنے میں ہماری مدد کی۔ ہمارے ساتھ مختلف مسالک کے لوگ تعلیم حاصل کر رہے تھے لیکن کسی کو فرقہ واریت کا احساس تک نہیں ہوا۔ اس کورس سے ہمیں روحانی اور علمی ترقی ملی۔ میں نے تجوید اور فقہ کی بہت عمدہ تحصیل کی۔ ہم نے یہاں جو کچھ سیکھا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کو آگے پھیلائیں اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کورس کے حوالے سے ایک تجویز دوں گا کہ اگر اس کورس کو ضلعی لیول پر شروع کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

پارٹ ٹو کے طالب علم کنور مسعود اسلم نے کہا کہ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں پھر اساتذہ کا شکریہ کہ جنہوں نے تعلیم و تربیت کا حق ادا کر دیا اور ہمارا دین سے ایک مضبوط تعلق استوار ہوا۔ ان کورسز سے ہمیں ہر طرح کی فکری و عملی راہنمائی میسر ہوئی۔ قرآن حکیم کے اسرار و رموز ایک بالکل نئے انداز میں ہمارے سامنے آئے۔ استاد محترم ڈاکٹر رشید ارشد کے لیکچرز کا باقاعدہ انتظار کیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضامین کو ایسے پڑھایا کہ زندگی گزارنے کا سلیقہ بھی سمجھ میں آیا۔ استاد محترم آصف حمید کے سال اوّل کے لیکچرز سے ہمیں عربی پڑھنے کے شوق کو مہمیز ملی۔

صدر انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ رجوع الی القرآن کا یہ انتالیسواں (39) سیشن اختتام پذیر ہو رہا ہے والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اپنی حیات میں ان کورسز کے اختتام پر طلبہ کو چند نصیحتیں کرتے تھے تاکہ انہوں نے جو سیکھا ہے اس کو وہ اپنی عملی زندگی میں کیسے بروئے کار لا سکیں۔ آپ نے جو سیکھا ہے اپنے قریبی اعزاء واقارب، دوستوں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ ورنہ دنیاوی و مادی ضروریات کے حصول میں ہی وقت ضائع ہو سکتا ہے۔ آج سے چالیس سال پہلے جب اس کورس کا اجراء کیا گیا تھا تو اس کی پہلی کلاس میں چھ افراد نے داخلہ لیا تھا جن میں میں بھی شامل تھا۔ اس وقت ہمیں یہی ترغیب دی گئی تھی کہ جو لوگ یہ کورس کریں وہ اس کام کے لیے اپنے آپ کو وقف کریں۔ اس وقت فیلوشپ اسکیم کا اجراء کیا گیا تھا کہ جو لوگ بھی اس کام کے لیے اپنے آپ کو وقف کریں گے ان کو معاشی تحفظ دیا جائے گا تاکہ وہ معاشرے میں اپنا مقام بنا سکیں۔ آج تک بے شمار ڈاکٹرز اور انجینئرز اس کورس سے استفادہ کر چکے ہیں۔ صدر انجمن نے احادیث کی روشنی میں بتایا کہ جو لوگ بھی دین کا علم حاصل کرتے ہیں تاکہ اللہ کی رضا حاصل ہو اور دین کو زندہ کیا جائے تو ایسے لوگوں کے لیے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے لیکن جو لوگ دین کا علم دنیوی شہرت اور اپنی حیثیت کو دوسروں پر ظاہر کرنے کی نیت سے حاصل کرتے ہیں ان کے لیے بڑی سخت وعیدیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خالص نیت کے ساتھ دین کا علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظم اعلیٰ انجمن خدام القرآن حافظ عاطف وحید شدید علالت (کمر کی تکلیف) کے باوجود شریک ہوئے اور انہوں نے اپنے مختصر خطاب میں تمام اساتذہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے پوری محنت اور لگن کے ساتھ یہ خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا صلہ عطا فرمائے۔ جو شرکاء یہاں تشریف لاتے رہے ہیں ان کا بھی بہت شکریہ کہ انہوں نے اپنے آپ کو علم دین کے لیے فارغ کیا البتہ اس بات کی معذرت کروں گا کہ ہم آپ کی اتنی خدمت و دیکھ بھال نہیں کر سکے جو آپ کا حق بنتا تھا۔ اس لیے کہ آپ صرف ہمارے ہی نہیں بلکہ اللہ کے بھی مہمان تھے۔ ہم سے جو خیر آپ تک پہنچا وہ من جانب اللہ ہے، ہمارا

اس میں کوئی کمال نہیں ہے۔ جو کمی رہ گئی وہ ہماری بشری کمزوری کی وجہ سے ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ، جنہوں نے اس کام کا آغاز کیا، ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ اور اساتذہ کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

اس کے بعد ڈاکٹر عارف رشید نے پارٹ ٹو کے طلبہ میں اسناد تقسیم کیں۔

حکمت قرآن کے مدیر ڈاکٹر ابصار احمد نے مختصر خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اساتذہ نے پوری پابندی وقت اور انتہائی لگن کے ساتھ آپ کو پڑھایا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں نے بھی ڈاکٹر رشید ارشد کی ایک کلاس بالکل طالب علمانہ طور پر attend کی ہے۔ جس طریقے سے اساتذہ نے لیکچرز دیے ہیں واقعہ یہ ہے کہ علمائے ربانی یا بقول امام غزالیؒ "علمائے آخرت" کی چلتی پھرتی مثالیں یہاں آپ کو نظر آتی ہیں۔ یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ برادر محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جو پودا لگایا ہے وہ مسلسل بڑھ رہا ہے اور اس کے لیے اعوان وانصار مل رہے ہیں بالخصوص ان کے خانوادے کے لوگ اس میں participate کر رہے ہیں۔ میں نے بھی اپنے طور پر کچھ کام کیا ہے۔ میرے کچھ لکھے ہوئے اداریے جو حکمت قرآن میں حرف اول کے عنوان سے چھپتے رہے ہیں آپ ان کا ضرور مطالعہ کیجیے۔ ڈاکٹر رشید ارشد، مومن محمود اور آصف حمید ڈاکٹر صاحبؒ کے تراثِ علمی کو جس انداز سے پھیلا رہے ہیں یہ بہت ہی وقیع ہیں، ہمیں ان کی قدر کرنی چاہیے اور ان کو پھیلانا چاہیے۔

ڈاکٹر ابصار احمد نے پارٹ ون کے طلبہ میں اسناد تقسیم کیں اور ڈاکٹر عارف رشید کی دعا پر اس پرنور محفل کا اختتام ہوا۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

بمقام "مسجد عائشہ، پٹیل باغ، کواری روڈ کوئٹہ، حلقہ بلوچستان" میں

27 تا 29 اگست 2021ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ شہادت علی الناس واقامت دین

☆ منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء و معاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-7860934 / 081-2842969

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-(042)35473375

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی شمالی، شادمان ٹاؤن کے ملتزم رفیق جناب نواز احمد عابدی وفات پا گئے۔ مرحوم مقامی امیر محترم یوسف شعیب کے سسر تھے۔

برائے تعزیت: 0321-3761749

☆ حلقہ ملاکنڈ، باجوڑ غربی کے مبتدی رفیق نذیر محمد کی والدہ وفات پا گئیں۔ مرحومہ حلقہ کے ناظم دعوت حضرت نبی محسن کی پھوپھی تھیں۔

برائے تعزیت: 0306-8550395

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے رفیق محترم عاطف جمیل کے والد وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0322-9104241

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے رفیق اور ڈرائیور محترم قاری وقاص احمد کے چچا وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0321-9187261

☆ حلقہ کراچی وسطی، بنوری ٹاؤن کے نقیب جناب انیس عرفان زبیری کے چھوٹے بھائی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0333-2376390

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے ملتزم رفیق محترم جنید کامران کا ماموں زاد وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0316-9752774

☆ حلقہ کراچی شمالی، نارتھ ناظم آباد کے مبتدی رفیق محترم نعیم ظفر کے بھائی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0333-2422520

☆ حلقہ کراچی شمالی، گلشن معمار تنظیم کے مبتدی رفیق محترم ہارون رشید کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0307-2229288

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد

کی دو جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی کتابوں کا مطالعہ کیجیے

سانحۂ کربلا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت وعظمت کی صحیح تصویر

قیمت عام: 30 روپے قیمت خاص: 50 روپے

شہید مظلومؓ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب اور آپ کی مظلومانہ شہادت کے بیان پر جامع تالیف

قیمت عام: 35 روپے قیمت خاص: 60 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن، لاہور email:maktaba@tanzeem.org

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نادر موقع

جاری کردہ: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

رجوع الی القرآن کورس

(دورانیہ ۹ ماہ)

عرصہ 39 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیمی سلسلہ

مضامینِ تدریس

پارٹ ۱ (سالِ اوّل) برائے مرد و خواتین

- تجوید و ناظرہ
- عربی گرائمر (صرف و نحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری و لغوی توضیحات)
- دورہ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی
- سیرت و شمائل النبی ﷺ
- مطالعہ حدیث و اصطلاحاتِ حدیث
- فکرِ اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیاتِ اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سالِ دوم) برائے مرد حضرات

- عربی زبان و ادب
- اصولِ تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصولِ حدیث
- درسِ حدیث
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (طحاویہ)
- اضافی محاضرات

☆ آغاز رجسٹریشن 1 اگست ☆ انٹرویو 23 اگست

آغاز 24 اگست 2021 (اِن شاءاللہ)

ایامِ تدریس پیر تا جمعہ

نوٹ: بیرونِ لاہور رہائشی حضرات کے لیے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔
لہٰذا خواہشمند حضرات پہلے سے اپنی رجسٹریشن کروالیں۔

اوقاتِ تدریس: صبح 8 بجے تا 12:30

قرآن اکیڈمی —— ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدماتِ قرآنی کا مرکز

36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
email:irts@tanzeem. org
www.tanzeem.org

زیرِ انتظام مرکزی انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) لاہور

مزید تفصیلات کے لئے www.tanzeem.org

03161466611 - 04235869501-3

Vol. 30 Regd. C.P.L NO. 114 No.30

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore